امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۸؍محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۵؍جولائی ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر 26

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- نصرت دین کی شکلیں
- موجودہ دور میں اتحاد کی سخت ضرورت
- کامیاب زندگی کا راز
- بیت المقدس ایک اور صلاح الدین......
- غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں
- ہفتہ رفتہ، اخبار جہاں، طب وصحت

تبرکات

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

حضرت مولانا سید نظام الدین رحمہ اللہ - امیر شریعت سادس امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اس دین کی رہنمائی کے لئے ہر دور میں اللہ کے نبی اور رسول آتے رہے اور انسانیت کو رشد وہدایت کا پیغام سناتے رہے، یہی خدا کا بھیجا ہوا نظام حیات ہے جس کو ہم شریعت اسلامی یا اسلامی قانون کہتے ہیں جو ایک متوازن، معتدل اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہے، دنیا کا ہر نظام وقانون وقت اور حالات کے تناظر میں تغیر پذیر ہوتا رہا مگر قانون الٰہی میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، کیوں کہ یہ خالق کائنات کا بھیجا ہوا دستور حیات ہے "لا تبدیل لکلمات اللہ" جو لوگ دنیا میں اس ہدایت کو اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں ان پر اس دنیا میں بھی اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور آخرت میں بھی وہ خدا کی ابدی رحمت سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے انبیاء ورسول بھیجے، کتابیں اور صحیفے نازل کئے، چنانچہ اس طرح انسان کے پاس ایک ایسی ہدایت بھیجی جس سے اس کی زندگی ایک نظام کے تحت رب کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اس طرح گذرتی ہے کہ وہ خود نیک بنتا ہے، نیکی کو پھیلاتا ہے اور پورے معاشرے کو نیک بنانے کی کوشش کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کی زندگی سے بگاڑ دور ہوتا ہے اور اس کی جگہ خیر وصلاح در آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کے درمیان انبیاء کے ذریعہ رہنمائی کا سلسلہ قائم کیا اور جس میں حضرت آدم سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک آئے سب نے انسانوں کو رب سے جوڑنے اور رب کی تعلیمات پر چلنے، اچھے اخلاق واطوار کو اپنانے کی تعلیم دی نیز برائی کے محور شیطان، خواہشات نفس، اتباع ہوا اور سرکشی سے بچنے اور دور رہنے اور اس کے مقابلہ میں اللہ کی مدد سے جمے رہنے کی تعلیم دی۔ چنانچہ پوری انبیائی تاریخ و تحریک میں یہ بات نظر آتی ہے کہ انسانوں کو نیک، صالح اور متقی وخدا ترس بنانے کی جو کوشش کی گئی، وہ کوشش پائدار و مستحکم اور بہت طاقتور تھی اسی لئے قرآن کے نازل ہونے کے بعد نبی آخر الزماں نے یہ پیغام سنایا کہ اصل دین اسلام ہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی راہ نجات نہیں اس لئے جن لوگوں کو حقیقی کامیابی حاصل کرنی ہے، انہیں ہر حال میں اس دین کو مکمل طور پر اختیار کرنا ہوگا، اس میں کسی طرح کی کوئی کانٹ چھانٹ اور کوئی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اسے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جب یہ بات بتائی گئی کہ دین کیا ہے اور دین کی بنیادیں کیا ہیں اور دین کا قانون وضابطہ کیا ہے تو اس کی تشریح اور تفصیل بھی خود نبی نے بیان فرمادی۔ اور اس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کر کے بھی دکھادیا، یہی وہ صحابہؓ ہیں جن کے ذریعہ ہم دین کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور جن کے ذریعہ ہمیں اسلام جیسا امن وسکون اور سکینت بخشنے والا نظام ملا۔ قرآن وسنت کی تشریح کرنے کا کام فقہاء نے انجام دیا اور جنہوں نے پورے اسلامی نظام حیات کو انسانی زندگی کی مختلف ضروریات ومصالح اور تقاضوں کے اعتبار سے اصول کی روشنی میں نہایت ہی مفصل انداز سے مرتب کر دیا اور پھر مجتہدین نے انفرادی واجتماعی طور پر اسلامی قوانین کی تشریح اور اس کو منضبط انداز میں پیش کرنے کا کام جاری رکھا۔

انسانی زندگی کا ایک حصہ اس کی فطری ضروریات، طبعی تقاضوں کی تکمیل سے بھی متعلق ہے جس میں نکاح کرنا، ازدواجی زندگی گزارنا اور ہونے والی نسل کی تعلیم وتربیت دیکھ ریکھ اور خرچ برداشت کرنے کی ذمہ داری کے علاوہ شوہر وبیوی کے حقوق ومعاملات کی تفصیلات بھی شامل ہیں۔

اسلام میں انسان کی انفرادی وعائلی زندگی اور ازدواجی زندگی کے بارے میں جو ہدایات وتعلیمات، قوانین وضابطے موجود ہیں ان کا مقصد زندگی میں پاکیزگی، خوشی، خوشحالی، نیکی، سعادت اور عدل وانصاف، جذبۂ خیر، ایک دوسرے کا احترام اور محبت وخلوص پیدا کرنا ہے تاکہ زندگی امن وسکون سے ہمکنار ہوسکے۔ کیونکہ اگر عائلی وازدواجی زندگی کسی مرحلہ میں انتشار واضطراب کا شکار ہوئی اور اس میں خلل ونقص پیدا ہوا تو پھر اس کے اثرات سماج پر بھی مرتب ہوں گے۔ اس لیے اسلام میں نکاح، طلاق، وراثت، حقوق زوجین، حقوق والدین، بچے کی پرورش وپرداخت کے حقوق، بچوں کی تعلیم وپرورش کی ذمہ داری، بیوی کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے، نان ونفقہ، رہائش، علاج ومعالجہ کی سہولتیں دینے کی تفصیلات، اختلاف کی صورت میں مصالحت کی کوششیں اور مصالحت نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی اور تفریق کی شکلیں، حرام وحلال رشتوں کی نشاندہی اور رشتوں کی پاکیزگی وعظمت کے بارے میں اسلامی قانون میں تمام تفصیلات بیان کردی گئی ہیں۔

اسلامی قانون کا یہ حصہ مسلم پرسنل لا یا احوال شخصیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اسی نظام شرعی کو مسلمانوں کی عملی زندگی میں نافذ کرنے کی تحریک چلا رہا ہے کہ پہلے خود ہم اپنے کردار وعمل سے دنیا کو یہ تاثر دیں کہ اسلام دین رحمت ہے، اس کے تمام قوانین فطرت انسانی کے مطابق ہیں، بورڈ اصلاح معاشرہ تحریک کے ذریعہ عائلی ومعاشرتی زندگی کو سنت اور شریعت کے سانچے میں ڈھالنے، نکاح اور شادی کے موقع پر سادگی اختیار کرنے اور اسراف سے گریز کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ بورڈ کا نظریہ یہ ہے کہ طلاق کا راستہ اسی وقت اختیار کیا جائے جب کہ نباہ کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے۔ اور ہر صوت میں اسلام نے جو اصول مقرر کئے ہیں ان کی پابندی کی جائے، اور جو حقوق عائد کئے ہیں ان کو ادا کیا جائے۔ معاشرہ اور سماج کا ایسا ذہن بنائیں کہ وہ اپنے عائلی تنازعات کو کبھی سرکاری عدالتوں میں نہ لے جائیں بلکہ جہاں دار القضاء قائم ہیں وہاں اس اسلامی ادارے سے رجوع ہو کر تصفیہ کروائیں۔ ایسا ذہن بنانے کے لئے مسلمانوں کے عمائدین قائدین اور سماجی کارکنوں کو حرکت میں آنا چاہئے۔ یعنی یہ کہ اصلاح معاشرہ کے محاذ پر اجتماعی طور پر کام کرنا ہوگا اور ایک ایسے صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کرنا ہے جس میں کسی کو اللہ کے حکم سے بغاوت کرنے کی ہمت نہ ہو۔ آخر میں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری شریعت جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ہم اس کے ایک جزء سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں خاص طور پر آزادی کے بعد مسلم پرسنل لا سے متعلق اسلامی قوانین کی تطبیق وتنفیذ اور شریعت کی تشریح اور اس کی حفاظت ودفاع کے لیے مسلم پرسنل لا بورڈ وجود میں آیا جو مسلسل اس بات کے لیے کوشاں رہا کہ ہندوستانی مسلمان کسی بھی حال میں اپنی زندگی سے اسلامی قوانین کے اس حصہ کو الگ نہ ہونے دیں اور نہ ہی اس میں کسی طرح کی تبدیلی وترمیم کی کوشش کامیاب ہونے دیں جس کی تصریحات و تفصیلات قرآن وسنت سے ماخوذ وثابت ہیں کیونکہ موجودہ حالت میں شریعت کا تحفظ اور شرعی قوانین پر عمل درآمد مسلم اقلیت کی تہذیبی وثقافتی شناخت نیز اس سے اسلامی تشخص کے لیے بہت ضروری اور لازمی ہے۔ آج بھی یہ ادارہ ہر سطح پر اس بات کے لیے متحرک ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنے شعائر کی ادائیگی آزادانہ طور پر کرسکیں۔ خاص طور پر شریعت نے جو سہولتیں مہیا کی ہیں، ان پر کسی قدغن کو گوارہ نہ کریں۔ اگر شریعت نے نکاح کو آسان بنایا ہے تو اسے مشکل نہ بننے دیں اور اگر شریعت نے طلاق کو آسان بنایا ہے تو اسے بھی مشکل نہ بننے دیں۔ گویا اسلامی شریعت نے عائلی زندگی کے لیے جو دائرے مقرر کیے ہیں اور فرد کی انفرادی آزادی کے لیے جو ضابطے بنائے ہیں، ان میں کسی مداخلت کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ موجودہ دور فتنوں اور سازشوں کا عہد ہے۔ اس میں ثقافتی وتہذیبی یلغار بھی ہے اور دوسروں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش بھی ہے۔ اس میں اسلام کے عطا کردہ امتیازات وخصوصیات کو مٹانے اور ان کی حیثیت کو کم کرنے اور ان کے وزن کو گھٹانے کی سعی بھی ہے۔ یہ دائرہ محدود بھی ہے اور غیر محدود بھی۔ اس لیے مسلم اقلیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ باخبر اور متدین علمائے حق سے وابستہ رہیں اور دینی اور ملی مراکز سے اپنے آپ کو جوڑے رکھیں نیز دینی قیادت کی باتوں کو توجہ اور غور کے ساتھ سن کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ اگر ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو قرآن وسنت سے جوڑ دیں اور نبی کے اسوہ کو اختیار کرنے اور اس پر اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوششیں شروع کردیں تو ان کی زندگی میں امن وسکون کے ساتھ صلاح وفلاح اور ترقی وخوشحالی آئے گی اور ہدایت بھی ملے گی کیونکہ اسلام مؤمن ومسلم کو سرخ روئی عطا کرنے کا ضامن بھی ہے۔

آج معاشرہ میں اگر کوئی خرابی یا کمزوری پائی جاتی ہے تو اس کا اصل بنیادی سبب شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت، بدعملی یا اس کے اصولوں سے انحراف ہے، یہ انحراف ودوری جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر انفرادی واجتماعی معاشرہ بربادی سے دوچار ہوگا، اس لئے اپنے بچوں، بچیوں اور اہل خانہ، خاندان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے، اس پر گامزن رہنے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین وتبلیغ جاری رکھیں، سابق صدر بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے اس اقتباس پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔

جہد مسلسل

"ہم کو دریا کے اس پانی کی مانند ہونا چاہئے جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور سالہا سال میں کناروں کو کاٹ کر اپنا دہانہ وسیع کرتا جاتا ہے، کامیابی صرف مسلسل اور پائدار کوشش میں ہے، ہمالیہ کی برفانی چوٹیاں آہستہ آہستہ پگھلتی ہیں، لیکن کبھی جمنا اور گنگا کو خشک ہونے نہیں دیتیں، آسمان کا پانی ایک دو گھنٹے میں دشت وجبل کو جل تھل بنادیتا ہے، لیکن چندہی روز میں ہر طرف خاک اڑنے لگتی ہے۔" (علامہ سید سلیمان ندوی، شذرات معارف، اکتوبر ۱۹۱۷ء)

ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ ہم اس کو دعوت ارتداد سمجھتے ہیں اور ہم اس کا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے کہ دعوت ارتداد کا کرنا چاہئے۔ یہ ہمارا شہری، آئینی جمہوری اور دینی حق ہے اور ہندوستان کا دستور اس جمہوری ملک کا آئین نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے اور شریعت اسلامی یا شعائر اسلامی سے ہماری شناخت بنتی ہے، ہم خود اپنے عمل سے اور اپنی دینی غیرت وحمیت سے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس اہم مسئلہ پر پوری طرح متحد ہوں۔

اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کسی کے مکروفریب میں نہ آیئے

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، اس لئے اس کو دشمن ہی سمجھتے رہو، وہ اپنے لوگوں کو اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہوجائیں‘‘ (سورہ فاطر، آیت:۶)

مطلب: انسان کو دنیا میں بہت سے دشمنوں سے سابقہ پڑتا ہے، کبھی انسانوں کا دشمن خود اسی قبیل کا انسان ہوتا ہے، جس سے اس کی جانی ومالی نقصان پہونچنے کا خدشہ لگا رہتا ہے کہ کب اور کس وقت اس کے اثاثے پر قبضہ کرلے اور کبھی حشرات الارض یعنی سانپ، بچھو اور درندوں کے ہیبت ناک حرکت وعمل کا ڈرستاتا ہے کہ کس وقت وہ حملہ آور ہوجائے، گرچہ یہ دونوں دشمن دنیاوی زندگی کیلئے نقصاندہ ثابت ہوسکتے ہیں، جس کی تلافی ممکن ہے، کیونکہ ان سب کی دشمنیوں کا اثر نہایت محدود ہے، کیونکہ اگر اس نے جسم کو نقصان پہونچایا تو ہم علاج ومعالجہ کے ذریعہ دوبارہ صحت یاب ہوسکتے ہیں، یا اگر اس نے مال ودولت کو ہڑپ لیا یا اس کو نقصان پہونچایا تو محنت ومزدوری کے ذریعہ دوبارہ مال کی تلافی ہوجائے گی، لیکن اگر شیطان لعین نے حملہ کیا اور نفس کو اپنے قابو میں کرلیا یا اس کے بچھائے ہوئے جال میں ہم پھنس گئے تو اس سے دنیا وآخرت دونوں تباہ وبرباد ہوگی، اس شیطان کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں، اس میں انسان نما شیطان بھی ہوسکتا ہے، جو ہر آن آپ کو سبز باغ دکھلا کر بے راہ روی کے راستہ پر لگا سکتا ہے، اسلئے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندہ کو ہر طرح کے شیطان کے مکر وفریب سے پوری طرح ہوشیار رہنے کی تلقین کی اور متنبہ کیا کہ بعض وقت شیطان برائی کو نیکی بنا کر پیش کرتا ہے، گویا اسی میں اللہ کی خوشنودی ہے، حالانکہ وہ عمل سنت وشریعت کے خلاف ہوتا ہے، شیطان اس کو اچھا ثابت کرکے دین حق پر ایمان رکھنے والوں کے ذہن میں ایسے کاموں کی عظمت بیٹھاتا رہتا ہے اور بسا اوقات ہم اس کو کرگذرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ سمجھتے رہتے ہیں ہم اللہ کے نزدیک مقبول ہیں، درانحالیکہ وہ عمل کتاب اللہ اور سنت رسول ؐ کے قطعی خلاف ہے، ہم کو اس سے بچنا چاہئے، کبھی کبھی شیطان کچھ لوگوں پر مال ودولت، حرص وطمع اور نفسانی خواہشات کو اس قدر غالب کردیتا ہے کہ وہ جانتے بوجھتے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، مومن بندہ کو چاہئے کہ غفلت کے پردے کو چاک کرے، لہٰذا اللہ سے ڈرنا چاہئے اور شیطانی دھوکہ سے اپنے کو بچانا چاہئے، دعاء ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر مرحلہ پر شیطان کے مکروفریب سے بچائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیجئے

’’حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غریب ومسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنا دوہرا اجر ہے، یعنی صدقہ کا ثواب اور صلہ رحمی کا بھی ثواب ملتا ہے‘‘ (سنن نسائی، کتاب الزکوۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب)

وضاحت: اسلام نے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ نیکی وبھلائی کرنے کو بہت بڑی عبادت اور ان کے ساتھ لطف ومحبت سے پیش آنے کو بڑے اجر وثواب کا عمل قرار دیا ہے، اگر آپ کسی عام محتاج وپریشان حال اور ضرورت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ بھی بلا شبہ ایک بڑا کار خیر ہے، اس کے نتیجہ میں رب کائنات آپ کو دنیا وآخرت میں نوازیں گے، لیکن اگر آپ نے اپنے کسی ضرورت مند رشتہ دار وعزیز کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہیں، دست تعاون بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو دہرا اجر عطا فرمائیں گے، ایک تو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور دوسرے صلہ رحمی کرنے کا، کیونکہ اس سے تعلق اور محبت ومودت کا رشتہ قائم رہتا ہے، جس کے باعث زندگی خوشگوار انداز میں گذرتی ہے، اس لئے شریعت نے والدین کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو اصل نیکی قرار دیا ہے ’’وبالوالدین احسانا وبذی القربی‘‘ کہ ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ اسلام میں معاشرتی تعاون کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، پھر وہ رشتہ داروں تک وسیع ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ پوری جماعت کو حاوی ہوتا ہے، بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، فرمایا کہ خدا کی بندگی کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو، زکوۃ دو اور قرابت داروں کا حق ادا کرو، دوسری جگہ فرمایا کہ جو قرابت کا حق ادا نہ کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے رزق اور عمر میں کشادگی اور برکت ہوتی ہے اور قطع رحمی سے نحوست اور مصیبت طاری ہوتی ہے، ایسا شخص اللہ کی رحمتوں سے محروم رہے گا، حتی کہ حدیث پاک میں کہا گیا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی تشریح مادی توجیہ سے بھی کی جاسکتی ہے کہ انسان کے خانگی افکار اور خاندانی جھگڑے بہت کچھ اس کے لئے اضمحلال، تکرار اور دلی پریشانی کا سبب ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ، صلہ رحمی اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں، ان کی زندگی میں خانگی مسرت، انشراح اور حمانیت خاطر رہتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی دولت اور عمر دونوں میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے، آگے تحریر فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کا کمال یہ نہیں ہے کہ جو بدلہ کے طور پر صلہ رحم جو قرابت کا حق ادا نہیں کرتے ہیں ان کا حق ادا کیا جائے (سیرۃ النبی: ۶؍۴۷۷) اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ نے آپ کو مال ودولت کی نعمتوں سے نوازا ہے تو اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان میں جو محتاج وضرورت مند ہیں ان کی مالی مدد ضرور کیجئے اور اس کے عوض کوئی مادی منفعت کے حصول کو دل سے نکال دیجئے، تاکہ اللہ کے یہاں آپ کے اجر وثواب میں کمی نہ ہونے پائے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

پھلوں میں عشر

س: کیا پھلوں میں بھی عشر ہے، پھلوں، سبزیوں اور غلوں میں عشر کس طرح نکالا جائے؟

ج: زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار خواہ پھل ہو یا سبزیاں یا غلے اور اناج سب میں عشر یا نصف عشر ہے، جس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ باغ کے پھلوں کو توڑنے اور فصلوں اور سبزیوں کو کاٹنے کے بعد اس کو وزن کیا جائے اور اس کا دسواں حصہ یعنی دس کیلو میں ایک کیلو یا بیسواں حصہ یعنی بیس کیلو میں ایک کیلو، فقراء ومساکین کو دے دیا جائے اور اگر سب کو فروخت کردیا ہے تو اس کی قیمت سے عشر (10%) یا نصف عشر (5%) رقم ادا کی جائے: ’’ویجب العشر عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فی کل ماتخرجه الارض من الحنطة والشعیر والدخن والأرز وأصناف الحبوب والبقول والریاحین والأوراد والرطاب وقصب السکر والذریرة والبطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر وأشباه ذٰلک مماله ثمرة باقیة أو غیر باقیة قل أو کثر‘‘ (الفتاویٰ الهندیة: ۱؍۱۸۶)

گھر کی سبزیوں اور پھلوں میں عشر

س: مکان کے چھوٹے کیمپس میں آم وامرود کے دوتین پیڑ ہیں جن پر پھل آتے ہیں، اسی طرح اس کے کچھ حصہ میں کدو، نینوا، کریلا کی سبزیاں اگائی جاتی ہیں، کیا اس میں بھی عشر ہے؟

ج: رہائشی مکان کے کیمپس مکان کے تابع ہے اور رہائشی مکان میں چونکہ عشر نہیں ہے، اس لئے اس کے کیمپس میں لگے درختوں کے پھلوں اور سبزیوں میں بھی عشر نہیں ہے: ’’وخرج ثمرة شجر فی دار رجل، ولو بستاناً فی داره لانه تبع للدار کذا فی الخانیة‘‘ (رد المحتار: ۳؍۲۶۵) ’’ولا شئ فی دار لان عمر رضی الله عنه جعل المساکین عفوا وعلیه اجماع الصحابة‘‘ (رد المحتار: ۳؍۲۷۷) البتہ اگر کیمپس بڑا ہو جس میں باضابطہ پھلوں کا باغ لگایا گیا ہو، یا سبزیوں کی کھیتی ہوتی ہو تو اس میں عشر یا نصف عشر لازم ہوگا۔

جلاون کے درختوں میں عشر

س: کچھ جگہوں پر لوگ ایسے درخت کی کھیتی کرتے ہیں جو جلاون کا کام آتا ہے، دوتین مہینہ میں وہ درخت تیار ہوجاتا ہے جسے کاٹ کر فروخت کیا جاتا ہے، اس سے اچھی آمدنی حاصل ہوتی ہے، کیا اس میں بھی عشر ہے؟

ج: آمدنی کے مقصد سے جو بھی درخت یا پودے لگائے جائیں ان میں عشر یا نصف عشر ہے، لہٰذا مذکورہ درخت اگرچہ جلانے کا کام آتا ہے، لیکن اس کے لگانے اور کھیتی کرنے کا مقصد چوں کہ آمدنی کا حصول ہے اس لئے اس میں عشر یا نصف عشر ہوگا: ’’ومنها أن یکون الخارج من الارض مما یقصد بزراعته نماء الارض وتستغل الارض به عادة، فلاعشر فی الحطب والحشیش والقصب الفارسی لان هذه الاشیاء لاتستنمی بها الارض ولاتستغل بها عادة... وفی شجرة الخلاف التی تقطع فی کل ثلاث سنین أو أربع سنین انه یجب فیها العشر لأن ذٰلک غلة وافرة‘‘ (بدائع الصنائع: ۲؍۱۷۸)

باغ کا پھل فروخت کرنے پر عشر کس کے ذمہ ہے؟

س: آج کل باغ میں پھل آنے کے بعد باغ فروخت کردیا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ ان پھلوں میں عشر کس کے ذمہ ہے، بائع کے ذمہ یا مشتری کے ذمہ؟

ج: مذکورہ صورت میں پھلوں کا عشر بائع پر لازم ہوگا یا مشتری پر اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ جس کی ملک میں پھل پختہ ہوا یعنی پھل تیار ہوکر توڑے جانے کے قابل ہوا عشر یا نصف عشر اسی پر لازم ہے، لہٰذا اگر باغ کے مالک نے پھل کے پختہ اور تیار ہونے کے بعد فروخت کیا ہے تو عشر یا نصف عشر باغ کے مالک (بائع) پر ہوگا اور اگر پختہ ہونے سے پہلے فروخت کیا ہے اور مشتری نے اسی حالت میں توڑ لیا تو اس صورت میں بھی ان پھلوں کا عشر یا نصف عشر بائع پر ہی لازم ہوگا اور اگر مشتری نے پھلوں کے پختہ ہونے تک درختوں ہی پر چھوڑے رکھا تو ایسی صورت میں عشر یا نصف عشر مشتری پر لازم ہوگا: ’’ولو باع الارض العشریة وفیها زرع قد ادرک مع زرعها أو باع الزرع خاصة فعشرة علی البائع دون المشتری لانه باعه بعد وجوب العشر وتقرره بالادراک، ولو باعها والزرع بقل فإن فصله المشتری للحال فعشرة علی البائع ایضاً لتقریر الوجوب بالفصل، وان ترکه حتی ادرک فعشرة علی المشتری فی قول ابی حنیفة ومحمد... وروی عن ابی یوسف انه قال عشر قدر البقل علی البائع وعشر الزیادة علی المشتری، وکذالک حکم الثمار علی هذا التفصیل‘‘ (بدائع الصنائع: ۲؍۱۷۵)

کرایہ پردی ہوئی زمین میں عشر کس پر ہے؟

س: اگر کوئی شخص کاشت کی زمین کسی کو سال یا دوسال کے لئے ماہانہ یا سالانہ مقررہ رقم یا غلہ کے بدلہ کرایہ پر دے اور کرایہ پر لینے والا شخص اس میں کھیتی کرکے پیداوار حاصل کرے تو عشر کس پر ہوگا، مالک پر یا کرایہ دار پر؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ کاشت کی زمین کوئی شخص کسی کو ماہانہ یا سالانہ متعینہ رقم یا غلہ کے عوض کرایہ پر دے اور کرایہ دار اس میں کھیتی کرے تو چوں کہ زمین کی ساری پیداوار براہ راست کرایہ دار کو حاصل ہوگی، اس لئے عشر یا نصف عشر کرایہ دار پر ہی لازم ہوگا، مالک زمین پر نہیں، البتہ اگر مالک زمین صاحب نصاب ہے تو اس پر زکوۃ کے احکام نافذ ہوں گے: ’’والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا: علی المستاجر کمستعیر مسلم، وفی الحاوی وقولهما ناخذ‘‘ (رد المحتار علی صدر رد المحتار: ۳؍۲۷۶)

مذکورہ صورت میں مالک زمین کو چاہئے کہ مناسب کرایہ لے تاکہ کرایہ دار کا نقصان نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر ۲۶ مورخہ ۸/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۵/جولائی ۲۰۲۴ء روز سوموار

حج کا سب سے بڑا تحفہ

حج وعمرہ سے شرفیاب ہوکر حجاج کرام اپنے اپنے وطن لوٹ رہے ہیں، اللہ سے ہماری یہی دعا ہے کہ رب کائنات آپ کے اس مبارک سفر کو قبول فرمائے اور حج مقبول ومبرور نصیب کرے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت بخشی، اپنے گھر کا دیدار کرایا، آپ نے عشق ومحبت کی آنکھوں سے کعبۃ اللہ کو دیکھا، حجر اسود کا استلام کیا، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، بیت اللہ کا عاشقانہ طواف کیا، صفا ومروہ کا دیوانہ وار سعی کی، منیٰ ومزدلفہ میں قیام کرکے دعاء ومناجات کا اہتمام کیا اور میدان عرفات میں وقوف کرکے گریہ زاری کرکے اپنی روح کی پیاس بجھائی، جس سے آپ کے دل کی کھیتی عشق ومحبت سے سرسبز وشاداب ہوئی، اب آپ کی زندگی مقدس چراغ کی مانند ہوگئی، لہٰذا عشق ومحبت کی دولت ونعمت کی قدر کیجئے، اپنے عمل صالح کو سنبھال کر رکھئے، زندگی میں باربار یہ موقع نہیں آتا ہے۔ اس لئے معاشرت ہو کہ معیشت، تہذیب ہو یا سیاست ہر مرحلہ میں اللہ کے احکام کی پابندی کیجئے، پنج گانہ باجماعت نمازوں کی پابندی اور ذکر وتلاوت کا اہتمام کیجئے۔

زندگی نشیب وفراز سے پُر ہے ذرا سنبھل کر قدم اٹھائیے گا، ناپ تول کر بولئے گا، لوگوں کی نگاہیں آپ پر جمیں گی، لوگ آپ کے قول وعمل کو پرکھیں گے، جانچیں گے، ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ آپ حاجی ہیں اور دروغ گوئی کرتے ہیں، آپ پر دھوکہ دھڑی کا الزام نہ عائد ہو، خدارا خواہشات نفس کو قابو میں رکھئے گا، شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ آپ کو ایسی باتوں میں الجھائیے کہ وہ اپنے پانے والے اجر کو ضائع کر بیٹھے، کسی سے تکرار ہوگی، خواہ مخواہ کی بحث ہوگی، تو ایسے کاموں سے بچنا ہے اور نیکی کے کاموں میں لگنا ہے، اگر آپ نے شریعت وسنت کے مطابق زندگی گذاری تو یہی آپ کے لیے حج کا سب سے بڑا تحفہ ہے، بلاشبہ زم زم اور کھجور کا تحفہ بھی بابرکت ہے، مگر اس تحفہ کی مدت تھوڑی ہے، لیکن کعبۃ اللہ کے انوار وتجلیات نے آپ کے قلب پر جو عکس جمیل چھوڑا ہے اور جس سے آپ کو ایک نئی زندگی ملی ہے، یہ تحفہ دیرپا بھی ہے اور دوررس بھی۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

یقیناً عشق کی چوٹ نے آپ کے ایمان میں تازگی وتوانائی عطا کی ہے، اور کردار وعمل میں نکھار پیدا کرنے کی صلاحیت بخشی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح صاف کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل اور کھوٹ کو صاف کردیتی ہے، اور جو جو مومن عرفہ کے دن احرام کی حالت میں گذارتا ہے اس کا سورج جب ڈوبتا ہے تو اس کے گناہوں کو لیکر ڈوبتا ہے، حج کی روحانیت درحقیقت توبہ، انابت اور گذشتہ ضائع اور کھوئی ہوئی عمر کی تلافی کے عہد اور آئندہ کے لیے اطاعت اور فرمانبرداری کے اعتراف اور اقرار کا نام ہے۔ اب آپ خود اپنے دل کو ٹٹو لئے اور اپنی حالت کا جائزہ لیجئے، سفر حج کوئی سیر وسیاحت نہیں ہے، بلکہ یہ نفوس کے تزکیہ اور تجلیہ کے لئے ایک مجاہدہ عظیم ہے۔

حج عالمی اتحاد کا ایک عظیم مظہر بھی ہے، وہاں مختلف رنگ ونسل، زبان وتہذیب اور کلچر کے فرزندان توحید کا اجتماع ہوتا ہے، ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے باوجود کسی سے کسی کو کوئی مزاحمت نہیں سب صبر وتحمل سے تلبیہ پڑھتے رہے اور ایک ہی مرکز سے وابستہ رہے، اب آپ کو بھی اپنی عملی زندگی میں اسی طرح وحدت واجتماعت کا داعی بننا ہے اور صبر وشکر کی زندگی گذارنی ہے۔ مشکلات کو خاطر میں نہیں لانا ہے، تحمل وبرداشت میں اخلاقی پامردی کا مظاہرہ کرنا ہے، اگر ہم نے شریعت کے مطابق زندگی گذاری تو سمجھا جائے گا کہ ہم پیغام حج کے سب سے بڑے داعی ہیں۔

سعودی فرماں رواؤں کا سیاسی نظریہ

جب سے سعودی عرب کے شاہ محمد بن سلمان نے سلطنت کا باگ ڈور سنبھالا ہے اس وقت سے سعودی عرب میں بڑی تیزی کے ساتھ قدامت پسند سعودی پالیسوں میں تبدیلی آنی شروع ہوگئی ہے، ان کا سیاسی نظریہ سعودی فرمانراؤں سے بہت مختلف ہے، اگر کوئی ان کے نظریے اور پالیسی کے خلاف لب کشائی کرتا ہے تو انہیں وہ اپنا حریف مانتے ہوئے راستے سے ہی ہٹادیتا ہے، انہوں نے ماضی میں درجنوں شہزادوں کو نظر بند کردیا، سابق وزراء اور دانشوروں کو گرفتار کروایا اور اس کے بعد وسیع پیمانے پر اپنے موڈرن کلچر کی نشر واشاعت شروع کردی، عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دیدی، بند سینما ہال کھلوادیئے، فیشن اور گلوکاری کی تربیت کے سنٹر بنوائے اور جہاں پہلے سے بنے ہوئے تھے ان کے لئے باضابطہ طور پر لائسنس جاری کردیے، اور ہدایت دی کہ مشترکہ طور پر مرد وعورت کو میوزک، تھیٹر اور آرٹ کی تربیت دی جائے جن مذہبی شخصیات نے ان کی ان پالیسیوں کے خلاف حق گوئی کی، انہیں پس زنداں دھکیل دیا گیا، ان پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات عائد کئے گئے، مسجد حرام کے امام وخطیب شیخ صالح آل طالب کو بھی حق گوئی کی سزا بھگتنی پڑی، جید عالم دین شیخ عوض القرنی کو ایک ٹویٹ کرنے پر لاپتہ کردیا گیا، شیخ عبدالعزیز الطریقی، شیخ سلیمان العلوان، شیخ ابراہیم اسکران سمیت چار ہزار سے زیادہ علماء، مبلغین ودعاۃ آل سعود کی جیلوں میں بند ہیں، ان گرفتار شدہ علماء میں بہت سے ضعیف العمر وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے خون جگر سے سعودی عرب کی آبیاری کی، آج وہ موت وحیات کے درمیان کش مکش کی زندگی گزار رہے ہیں، اپنی جوانی مملکت کی توسیع اور عوام کی اصلاح ورہنمائی میں گذاردی، آج وہ قید وبند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں، یہ وہ جرأت منداور مرد مجاہد علماء ہیں جنہوں نے سعودی عرب میں مغربی کلچر کو فروغ دینے پر تنقید کی اور کٹھ پتلی کی طرح امریکہ اور امریکہ کے احکامات کی پیروی کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا، دوسرے مرحلہ میں ائمہ مساجد کو نشانہ بنایا گیا، جو ائمہ وخطباء حکومت کی پالیسیوں پر نقد وجرح کرتے تھے انہیں جبری طور پر ملازمتوں سے سبکدوش کردیا گیا، کیونکہ سعودی حکومت مساجد، منبر ومحراب کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتی آرہی ہے، جو ان پر عمل درآمد نہیں کرتے ہیں وہ سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں، جب سے سعودی حکومت نے اخوان المسلمین پر پابندی عائد کی ہے، خطبہ جمعہ میں اخوان کے خلاف سستی برتنے والے خطباء عتاب کے شکار ہورہے ہیں، یہیں تک بس نہیں ہے، بلکہ سعودی عرب کا عدالتی نظام بھی حکومت کے نظریے کے تحت چلتا ہے، چند سال قبل وہاں کی سپریم جوڈیشیل کونسل کے دوججوں کو ڈاڑھی منڈوانے کی ممانعت کے فیصلہ کے نتیجہ میں معطل کردیا گیا۔ حکومت کے اس طرز عمل سے دنیا کے دیندار مسلمانوں میں یک گونہ تشویش پائی جاتی ہے، دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حجاز مقدس کو ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔

اب آگرہ کی جامع مسجد نشانے پر

جب سے عدالت عظمیٰ نے بابری مسجد کے مالکانہ حق سے مسلمانون کو دست بردار کردیا، اور ہندوؤں کو اس کی آستھا کی بنیاد پر فیصلہ سنایا اسی وقت سے ہندواحیاء پرستوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور ان کے نشانے پر ملک کی دوسری تاریخی مساجد آگئیں، پہلے تو وہ سب زبانی دعوے کیا کرتے تھے، مگر عدالتی فیصلہ کے بعد آئے دن کسی نہ کسی مسجد کے اندر دیوی یوتا کی مورتیوں کے ہونے کا شوشہ چھوڑا جاتا رہتا ہے، ابھی متھرا کی عیدگاہ، گیان واپی وغیرہ کا معاملہ گرم ہی تھا کہ اب آگرہ کی جامع مسجد کی سیڑھیوں کے نیچے کرشن جی کی مورتی کے نشان ہونے کا دعویٰ ٹھوک دیا، اس معاملہ کے درخواست گذار مہندر پرتاپ سنگھ نے الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی ہے کہ جامع مسجد آگرہ کی سیڑھیوں پر کرشن جی کی مورتی نصب تھی، جس کو 1670 میں اورنگ زیب عالمگیر نے یہاں سے ہٹادیا ہے، اس لئے عدالت اپنی نگرانی میں آرکیالوجیکل سروے کرائے، عدالت نے درخواست گذار کی عرضی کی سماعت کے لئے ۵/اگست کی تاریخ مقرر کی ہے، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ اس معاملہ میں عدالت کا کیا رخ ہوتا ہے، تاہم مسلم فریق کی طرف سے عیدگاہ کمیٹی نے دلائل وشواہد کی بنیاد پر اس دعویٰ کو بے بنیاد بتالایا اور ساتھ ہی اس کیس میں فریق بننے کے لئے عدالت سے درخواست کی ہے، اب معاملہ کتنا طول طویل ہوتا ہے وہ اب وقت ہی بتلائے گا، کیونکہ ملک کے ہندتوا سیاسی بازیگروں کی مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں کو الجھا کر رکھا جائے، اسلامی شعار کو ختم کرنے کی جدوجہد کی جائے، یہ کام وہ دھیرے دھیرے نامحسوس طریقے سے انجام دیتے آرہے ہیں، مسئلہ مسلمانوں کی زبان وثقافت کے چھینے جانے کا ہو یا ان کے اہم تعلیمی اداروں کو ملی کردار سے محروم کرنے کا ہو، شریعت کے حوالہ سے مسائل پیدا کرنے کی کوشش ہو، عبادت گاہوں کے انہدام کا ناپاک عمل ہو، یہ سب کچھ ایک غیر محسوس طریقے سے انجام پارہا ہے، ایسے ناگفتہ بہ حالات میں مسلمانوں کو خوب غور وفکر کے بعد منصوبہ بند طریقے سے حکمت عملی تیار کرنی ہوگی ورنہ بعد میں کف افسوس ملنا اور نوحہ خوانی کرنا لاحاصل ہوگا۔

آسام میں سیلاب سے صورتحال سنگین

ان دنوں ریاست آسام کے لوگ انتہائی پرآشوب دور سے گذر رہے ہیں، وہاں شدید بارش اور آبی طغیانی سے افراتفری کا ماحول بنا ہوا ہے، اب تک سیلاب کی تباہ کاریوں سے ۵۶/افراد لقمہ اجل ہوگئے ہیں اور لاکھوں بے گھر ہوچکے ہیں، نہ جانے کتنے معصوم بچے یتیم ہوئے، اولاد اپنے والدین سے بچھڑ گئے، رشتہ دار ایک دوسرے سے بھٹک گئے، حالات اس قدر تشویشناک ہے کہ ۲۹/اضلاع کے ۱۲/۱۳/لاکھ لوگ سیلاب سے بری طرح متاثر ہیں اور نفسی نفسی کے عالم میں زندگی بسر کررہے ہیں، وزیر داخلہ نے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا ہے، مگر جیسے جیسے ندیوں میں طغیانی آرہی ہے، سیلاب سے دوسری ریاستیں متاثر ہورہی ہیں، ستم ظرفی کہئے کہ ملک میں ہر سال کسی نہ کسی ریاست میں موسلا دھار بارش سے سیلاب کی صورتحال پیدا ہوتی ہے، خاص کر شمالی بہار کے اضلاع اس کی زد میں آتے رہتے ہیں اور اس کے تدارک کے لئے ہر سال منصوبہ بندی ہوتی ہے، مگر سب بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے، یہ اور بات ہے کہ بعض علاقوں میں پشتہ باندھنے سے تھوڑی سی راحت ملی ہے، مگر ابی سطح کا دباؤ دوسری طرف بڑھ جاتا ہے اور نشیبی علاقے زیر آب ہوجاتے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ آبی پالیسیوں کی کمزوری ہے، انجینئر صاحبان کاغذی نقشے نہایت ہی دلکش بتاتے ہیں، مگر وہ کاغذی گلدستے ہی رہتے ہیں، زمینی حقائق سے اس کا تطابق نہیں ہوتا ہے، ورنہ ہفتہ عشرہ کے درمیان پلوں کا منہدم ہوجانا کیا معنی رکھتا ہے، پشتوں کا ٹوٹ جانا کس بات کا عندیہ دیتا ہے، ریاستی حکومتوں کو ان پہلوؤں پر غور کرنا چاہئے اور اس کیلئے مضبوط حکمت عملی بنانی چاہئے، تاکہ سیلاب کی زد میں آکر بے قصور جانیں تلف ہونے سے بچ سکیں۔

امریکی رپورٹ

گذشتہ دنوں امریکی وزارت خارجہ نے دنیا کے مختلف ممالک کے باشندوں کی مذہبی آزادی اور تہذیبی وثقافتی صورتحال پر ایک تجزیاتی رپورٹ پیش کی ہے، جس میں خاص طور پر ہندوستان کے پسماندہ طبقوں پر ہورہے مظالم اور ہجومی تشدد پر تشویش کا اظہار کیا اور اپنی رپورٹ میں کہا کہ جب سے بھارتیہ جنتا پارٹی برسراقتدار ہوئی اس کے دور حکومت میں مسلمانوں، عیسائیوں، سکھوں اور دلتوں کے حالات بد سے بدتر ہوئے ہیں، ان کے جانی ومالی نقصانات تو ہوئے ہی ہیں ساتھ ہی یہ حکومت ان کی ملی شناخت اور تشخص کو مٹانے ان کو ان کے عقیدہ ومذہب سے برگشتہ کرنے اور انہیں ذہنی ودماغی اذیت پہونچانے کے نت نئے طریقے اختیار کررہی ہے، دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ رپورٹ حقیقت کی عکاسی کررہی ہے، موجودہ حالات میں بی جے پی حکومت نے اکثریتی طبقہ کے دلوں میں مذہبی منافرت، عداوت اور تعصب کا ایسا زہر گھول دیا ہے، کہ یہاں کے اقلیتی طبقے، ہمہ وقت ڈرے سہمے نظر آتے ہیں، جرائم وکرائم میں بھی اضافہ ہوگیا ہے، جس کو ہمارے ملک کا سنجیدہ اور منصف مزاج وحقیقت پسند طبقہ بھی شدت سے محسوس کررہا ہے، وہ ملک کے موجودہ حالات سے نہایت ہی کبیدہ خاطر ہے، اب ان حالات سے دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک بھی تشویش میں مبتلا ہیں خاص کر امریکہ جو کہ ہندوستان کا دوست بھی ہے، اسے بھی احساس ہوچکا ہے کہ ہندوستان میں سب کچھ ٹھیک نہیں چل رہا ہے، بھلا بتائیے کہ جو ملک دنیا کے وشوگرو کی صف میں کھڑا ہونے کی جدوجہد میں لگا ہوا ہو اگر اس کے بارے میں اس طرح کے منفی نظریے سامنے آئیں تو کیا وہ ملک وشوگرو بن سکتا ہے، یہ ایک لمحہ فکریہ ہے جس پر ملک کے ہر باشندوں کو غور کرنا چاہئے اور ملک میں قومی ہم آہنگی، اتحاد ویگانگت کا ماحول بنانے کی فکر کرنی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ : مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا محمد اسلام قاسمیؒ - یادوں کے آئینے میں

افسوس ہے کہ ۱۶ جون ۲۰۲۳ء کو دارالعلوم وقف دیوبند کے بالغ نظر عالم دین، نامور استاذ حدیث وفقہ اور مشہور محقق وادیب حضرت مولانا محمد اسلام قاسمی اپنے سینکڑوں شاگردوں کو سوگوار اور مغموم چھوڑ کر رب کے دربار میں چلے گئے۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون، قدرت نے مولانا کو بے شمار خصوصیات وکمالات سے نوازا تھا، وہ بیک وقت دیدہ ورو بیدار مغز معلم ومدرس بھی تھے، اور کامیاب مترجم بھی، ان کے پر بہار قلم سے متعدد علمی وفکری کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جن سے ان کے علمی عظمت ووقار میں اضافہ ہوا، لیکن اس سے بڑھ کر ان کے اخلاق وکردار کی جہاں گری تھی، وہ ایک نیک طبیعت اور خوش مزاج انسان تھے، ان کا دل اخلاق وسیرت کی عظمت وبلندی کی جلوہ گاہ تھا، ان کے دل کی دردمندی اور سیرت کی پختگی نے ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنالیا، مولانا کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا، جس میں علم وادب کے ہر طبقے ودرجے کے لوگ شامل تھے، مگر ان کی مروت وشرافت اور دل نوازی نے سب کو مسخر کرلیا تھا۔

حضرت مولانا محمد اسلام قاسمی ریاست جھارکھنڈ کے ضلع جامتاڑا کی ایک بستی راجہ بھیٹا کے باشندہ تھے، یہیں ۱۶/فروری ۱۹۵۴ء میں پیدا ہوئے، کچھ مقامی اداروں سے فیض حاصل کرکے وہ مظاہر علوم گئے، پھر ایک سال کے بعد اعلیٰ تعلیم اور علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، یہاں کے جید اساتذہ سے استفادہ کیا اور ۱۹۷۱ء میں سند فضیلت پائی، اس کے بعد تکمیل ادب اور افتاء کی تربیت پائی، فراغت کے بعد ۱۹۷۶ء میں درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے، جب دارالعلوم اندرونی خلفشار کا شکار ہوا تو آپ نے دارالعلوم وقف دیوبند سے وابستگی کو ترجیح دی، جہاں ۱۹۸۲ء سے مختلف علوم وفنون کی معیاری کتابیں پڑھائیں، مطالعہ نہایت وسیع تھا، اسلامی علوم میں انہیں خاص دستگاہ حاصل تھا، لیکن ان کا سب سے زیادہ شغف وانہماک عربی اردو زبان سے تھا، اس لئے عربی جرائد الداعی، الثقافہ اور اردو رسالہ ماہنامہ طیب وندائے دارالعلوم میں اپنی نگارشات کی فن کارانہ مہارت کا لوہا منوایا اور ملک وبیرون ملک شہرت وناموری پائی، ادھر عرصہ سے کئی طرح کے جسمانی امراض کے شکار ہوگئے، دوا وعلاج جاری تھا، مگر تقدیر، تدبیر پر غالب آگئی اور رب کائنات سے جاملے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

مولانا نے بڑی فعال زندگی بسر کی، دارالعلوم وقف کی تعلیمی خدمات اور تعمیری ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا، اور اس کے لئے بیرون ممالک کے اسفار بھی کئے، یقین مانئے کہ ان کی علمی خدمات اور نیک نامی کی وجہ سے ان کی خوشگوار یادوں کا چراغ علمی حلقہ میں برابر روشن رہے گا۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات ۱۹۸۹ء میں ہوئی، میں دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف میں داخلہ کے لئے گیا ہوا تھا، جب میرا داخلہ دارالعلوم میں ہوگیا تو تعلیم حاصل کرنے کے دوران اپنے دوستوں اور درسی ساتھیوں سے مولانا کے فضل وکمال اور علمی وتحقیقی کارناموں کے تذکرے سنتا رہا، جس سے آپ کی محبت دل میں بیٹھ گئی اور ملاقات کا اشتیاق بڑھ گیا، اتفاق کی بات ہے کہ اسی زمانہ میں جامع مسجد دیوبند میں طلبہ کا کوئی ادبی وثقافتی پروگرام ہوا، وہاں ایک لانبے قد کی چاق وچوبند شخصیت پر نظر ٹک گئی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہی مولانا محمد اسلام قاسمی ہیں، مجلس کے اختتام پر میں نے سلام ومصافحہ کیا، جس سے یک گونہ قلبی تعلق پیدا ہوگیا، اس کے بعد وقفہ وقفہ سے زیارتیں ہوجایا کرتیں، پھر جب میں ۱۹۹۳ء میں بسلسلہ ملازمت امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ سے وابستہ ہوا، تو اس کے بعد مولانا سے راہ ورسم کی کڑی مضبوط ہوگئی اور ان کی مجھ پر بے پناہ شفقتیں ہونے لگیں، آپ امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے باوقار رکن تھے، اس نسبت سے یہاں کی اہم میٹنگوں میں برابر شرکت فرماتے، پھر جب آپ آل انڈیا مسلم پرسنل لا کے ممبر نامزد ہوئے تو سال میں دو چار ملاقاتیں ضرور ہوجایا کرتیں، وہ انتہائی خوش طبعی سے ملتے اور گفت وشنید کرتے، مولانا طبعاً بڑے فیاض آدمی تھے، ان کے اندر ضرورت مندوں کی دادرسی کا بے پناہ جذبہ تھا، اس سلسلہ کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے کہ غالباً ماہ دسمبر ۲۰۱۳ء کے آخری عشرے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی میٹنگ لکھنؤ میں منعقد ہوئی، مولانا اس میٹنگ میں شرکت کے لئے ندوۃ العلماء تشریف لائے، جہاں وہ مہمان خانہ میں قیام پذیر تھے ان کے بازو والے کمرہ میں راقم مقیم تھا، سردی شدید تھی، ہاتھ پاؤں سب سکڑ رہے تھے، انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور کہا، مولانا رضوان! تمہارے لئے یہ گاجر کا حلوہ دیوبند سے تحفہ میں لایا ہوں، کھا کر دیکھو، اسی اثناء میں ایک طالب علم وارد ہوا، اس کے جسم پر معمولی چادر تھی، لیکن اس کے چہرے سے محسوس ہورہا تھا کہ وہ معاشی بدحالی کا شکار ہے۔ اس نے مولانا سے ملاقات کی، وہ اشارے اشارے میں اس کو کمرے سے باہر لے گئے، پھر مولانا تنہا حجرہ میں داخل ہوئے اور خوش گپیاں کرنے لگے، میں نے اصرار کیا کہ آپ کمرے سے باہر گئے اور فوراً لوٹ آئے، ایسا کیا ہوا؟ تو فرمانے لگے کہ عزیزم! کچھ چیزیں بتائی نہیں جاتی، سمجھ لی جاتی ہیں، اس لئے تذکرہ کرنا مناسب نہیں ہے، مولانا اس طالب علم کے عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے نہیں بتلایا، یہ تھی مولانا اسلام قاسمی کی فیاضی کی ایک جھلک، اس طرح نہ جانے کتنے حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے، یقیناً ایسے صاحب کردار عالم دین کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا "موت العالِم موت العالَم" کا مصداق ہے، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ عالم آخرت میں ان کے مدارج کو بلند فرمائے اور صدیقین کا درجہ عطا کرے، ہمارے بزرگوں میں جو بھی اٹھتے ہیں ان کی جگہ ہمیشہ کے لئے خالی رہ جاتی ہے، اس قحط الرجال کے زمانے میں ان کا دم بسا غنیمت تھا، اللہ ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

کتابوں کی دنیا : سب ایڈیٹر کے قلم سے (تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عکس جمیل

ملک کے نامور ادیب وصحافی، مصنف ومحقق محترم جناب عارف عزیز (بھوپال) کی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے موجودہ حالات ومسائل کے حل کے بارے میں ہمیشہ فکرمند رہتے ہیں اور اپنی فکرمندی کا اظہار اپنی نگارشات اور بلند پایہ مضامین کے ذریعہ برابر کرتے رہتے ہیں، ان کی ہمہ جہت علمی وادبی تحریریں ہندوستان کے بیشتر معیاری رسائل وجرائد کی زینت بنتے رہے ہیں، مولانا نعمت اللہ ندوی نے لکھا ہے کہ میرے لئے ان کا یہ پہلو بھی حیرت انگیز اور مسرت بخش ثابت ہوا کہ وہ اخبارات کے لئے ۱۹۸۰ء سے اب تک مسلسل ایک کالم لکھ رہے ہیں جو روزنامہ آفتاب جدید سے شروع ہوا اور روزنامہ ندیم میں بھی ۱۹۸۸ء سے بلا ناغہ شائع ہورہا ہے، ان کالموں کی تعداد ۴۲۰۰۰ ہزار سے تجاوز ہوگئی، جو ملک کے ایک درجن اخبارات میں نقل ہورہے ہیں (عکس جمیل صفحہ ۱۱) ذاتی طور پر میں خود بھی ان کی علمی وادبی تحریروں کا بے حد مداح رہتا ہوں اور انہیں بنیادوں پر ان کے فکر انگیز مضامین کو ہفتہ وار نقیب پٹنہ میں شائع کرتا رہتا ہوں، ان کی تحریروں میں جاذبیت بھی ہے اور کشش بھی خاکہ نگاری میں تو انہیں ید طولیٰ حاصل ہے، اس لئے ماہر تعلیم جناب پروفیسر اختر الواسع نے جناب عارف عزیز کی کتاب "صحافت وادب کی جہتیں" کے مقدمہ میں لکھا کہ "عارف عزیز صاحب نے جن ادبی اصناف پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کیا، لیکن ان اصناف میں ان کا سب سے پسندیدہ موضوع خاکہ نگاری رہا ہے جیسا کہ ان کی مطبوعات سے اندازہ ہوتا ہے، خاکہ نگاری پر اب تک عارف عزیز کی تین کتابیں ذکر جمیل، سورج چاند ستارے، اور محفل دانشوراں شائع ہوچکی ہیں، اس کے علاوہ صحافت سے ان کا ایسا اٹوٹ رشتہ ہے کہ وہ ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ بن گیا اور ساتھ ہی ساتھ سرزمین بھوپال سے ان کی دلی وابستگی نے ان کے قلم سے بھوپالیات پر اتنا کچھ لکھوا دیا کہ بھوپال سے متعلق علم وادب کے کسی بھی موضوع پر کام کرنے کے لئے عارف عزیز کی تحریریں نقوش راہ ثابت ہوں گی۔"

پیش نظر کتاب عکس جمیل ماضی میں مذہبی شخصیات، سیاسی وسماجی قائدین پر تاثراتی نوعیت کے جو مضامین لکھے یہ کتاب ان مضامین کا حسین مجموعہ ہے، جس کو مولانا نعمت اللہ ندوی نے سلیقہ سے مرتب کیا، اس مجموعہ میں ۴۴/مقتدر شخصیات کی ہمہ جہت خدمات اور کارناموں پر عقیدت مندانہ انداز میں اظہار خیال کیا گیا ہے، اس لئے مرتب کتاب نے کتاب کو ۴/ابواب وفصول پر تقسیم کیا۔

باب اول میں قابل رشک عنوان کے تحت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کو سچا نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے بعد قاری محمد طیب صاحب حضرت مولانا علی میاں، مولانا سید اسعد مدنی، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مفتی عبد الرزاق خان، مولانا وحید الدین خان، حافظ سراج الحسن مجددی، مولانا سید شرافت علی ندوی، مفتی رحیم اللہ قاسمی کی شخصیت وخدمات کی ایسی کامیاب مصوری کی ہے کہ اس کا پورا مرقع سامنے آجاتا ہے، اور چونکہ مصنف صحافی ہونے کے ساتھ تجزیہ نگار بھی ہیں، اس لئے ان کی تحریروں میں دونوں کا رنگ وآہنگ شامل ہے، دوسرے باب میں قابل قدر تاریخی شخصیات ہیں ان میں ٹیپو سلطان، بابا گرونانک، سرسید احمد خان، مہاتما گاندھی، سردار بھگت سنگھ، جے پرکاش نارائن کی تحریکی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی، تیسرے باب میں قابل مطالعہ اشخاص میں جمال عبدالناصر، گیانی ذیل سنگھ، پروفیسر آفاق احمد، ڈاکٹر نصرت مہدی وغیرہم کے علمی وادبی کارناموں پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور آخری باب مطلع صحافت کے تحت ۱۸/صاحب فکر ونظر صحافیوں کی شخصیت کے خدوخال کو نمایاں کیا گیا ہے، ان میں مولوی محمد باقر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد اور جوش ملیح آبادی، مہاشہ کرشن سنگھ، حیات اللہ انصاری، احمد سعید ملیح آبادی، محمد وسیم الحق عزیز برنی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، اس باب میں چند ایسے سرگرم صحافیوں کے بھی تذکرے ہیں جو نسبتاً کم معروف ہیں، ان میں پرویز جمال باری سلیم آر کے کیسوانی وغیرہ کا ذکر خیر کرکے قارئین کرام کو ان کی شخصیت سے متعارف کرایا تاکہ زمانہ انہیں بھلا نہ دے یہ سارے سوانحی خاکے دلچسپ اور لائق مطالعہ ہیں، اس لئے یہ مجموعہ ارباب ذوق کے لئے خوان نعمت سے کم نہیں، شروع میں ڈاکٹر نصرت مہدی ڈائرکٹر مدھیہ پردیش اردو اکادمی مولانا نعمت اللہ ندوی اور ڈاکٹر محمد نعمان خان کے شگفتہ قلم سے کتاب اور صاحب کتاب کے فنی کمالات اور انشاپردازی کا جائزہ ہے جو مختصر ہونے کے باوجود بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ ۲۰۲ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ کی قیمت ۵۰۰ روپے درج ہے، خواہش مند حضرات عارف عزیز ۲۸/گھاٹی بھڑ بھونجہ، تلیا، بھوپال ۴۶۲۰۰۱ کے پتہ پر رابطہ کرکے طلب کرسکتے ہیں، نیز موبائل نمبر 9893167882 پر بھی گفت وشنید ہوسکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

بیمار یا طبیب: حضرت سفیان ثوریؒ ایک دفعہ بیمار ہوگئے، تو خلیفہ وقت جو آپ کی بڑی عزت کرتا تھا، اس نے ایک قابل طبیب کو آپ کے پاس علاج کرنے کیلئے بھیجا، یہ طبیب آتش پرست تھا، اس نے جب آپ کا قارورہ دیکھا، تو کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے، یہ کوئی خدا پرست بزرگ ہیں، ان کا جگر خدا کے خوف سے پارہ پارہ ہوگیا ہے، پھر کہنے لگا کہ جس دین میں ایسے کامل لوگ ہوں، وہ دین ہرگز باطل نہیں ہوسکتا، لہٰذا میں مسلمان ہوتا ہوں، یہ کہا اور حضرت کے دست حق پرست پر تائب ہوکر مسلمان ہوگیا، خلیفہ وقت نے جب یہ قصہ سنا تو خوش ہوکر کہنے لگا کہ میں نے تو سمجھا تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیجتا ہوں، حالانکہ میں نے خود ایک بیمار کو طبیب کے پاس بھیجا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۳۱)

مشتبہ کھانے سے پرہیز: حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حارث محاسبی جو علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار تھے، میرے یہاں تشریف لائے، میں نے ان کو قیافہ سے بھوکا سمجھ کر عرض کیا، کھانا لاؤں؟ فرمایا بہتر ہے لے آؤ، میں کھانا لینے گیا، رات کسی کے ہاں سے کچھ آیا تھا وہ لاکر ان کے سامنے رکھ دیا، لیکن کھانے کے وقت ہاتھ نے اُن کی متابعت نہیں کی اور وہ اٹھ کر چلے گئے، میں نے پوچھا تو فرمایا: میں بھوکا تھا لیکن کھانہ سکا، کیونکہ وہ کھانا مشتبہ تھا، وہ کہاں سے آیا تھا، نفس کا محاسبہ اس قدر کرتے تھے کہ دنیا انہیں محاسبی کے نام سے جانتی تھی۔

حضرت ذوالنون مصریؒ درویش کامل تھے، خلیفہ وقت متوکل عباسی نے مصری لوگوں کی ناقدری اور ان کے بہکاوے میں آکر آپ کو چالیس روز تک قید میں رکھا، اس اثناء میں حضرت بشر جافیؒ کی ہمشیرہ آپ کو ہر روز ایک روٹی کھانے کے لئے پہونچا دیتیں، جب آپ کو زنداں سے نکالا گیا تو وہ چالیس روٹیاں بدستور پڑی تھیں، ہمشیرہ بشر جافیؒ نے کہا آپ جانتے تھے یہ روٹی حلال کمائی کی ہے، پھر آپ نے نہیں کھائی؟ آپ نے فرمایا: ان روٹیوں میں داروغہ جیل کا ہاتھ لگ جایا کرتا تھا، اس لئے ادھر طبیعت نہ ہوئی، قید خانہ کے باہر کمزوری سے گر گئے، اس وقت تمام حاضرین رو رہے تھے، خلیفہ نے چند ایک سوالات کے بعد تشفی پائی تو آپ کو باعزت واحترام مصر روانہ کردیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ امام المشائخ ہیں، ہزاروں، لاکھوں روپے روزانہ فتوحات کے آتے تھے، لیکن اس دولت کو تمام غریبوں، محتاجوں، مسکینوں، فقیروں میں بانٹ دیتے تھے اور افطار کے وقت پانی پی لیتے، اکثر ایسا ہوتا کہ روٹی کے چند ٹکڑے پانی میں تر کرکے کھا لیتے جن کی مقدار ڈیڑھ تولے سے زیادہ نہ ہوتی، کرتا اور تہبند آپ کا لباس تھا، جب یہ کپڑے پھٹ جاتے تو خود ہی ان میں پیوند لگاتے اور اس وقت تک جب تک کہ ان میں گنجائش ہوتی تھی۔

یہ وہ ہستیاں ہیں خدا نے جنہیں دوست ہونے کا شرف بخشا تھا، لیکن انہوں نے اپنی آسائش کی فکر نہیں کی اور مخلوق خدا کی آسائش کو ترجیح دی، حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ العزیز کی زندگی بھی انتہائی سادہ اور پاکیزہ تھی، آپ جس وقت گل برگہ تشریف لائے، علاؤالدین حسن گنگو بہمنی بانی بہمنی سلطنت جس نے دکن میں اسلام کی پہلی خود مختار حکومت قائم کی تھی، سریر آرائے سلطنت تھا، کہا جاتا ہے کہ اسی کی دعوت پر حضرت شیخ گلبرگہ تشریف لائے تھے، چاہتے تو بڑے سے بڑے محل میں قیام فرما سکتے تھے، لیکن آپ نے ایک خاردار جھاڑی کو اپنے قیام کے لئے پسند فرمایا اپنے عصائے مبارک سے چپر سینڈ کو دور کیا اور فرمایا اس مقام سے مجھے بغداد کی خوشبو آرہی ہے، آج وہی مقام آپ کی آرام گاہ بنا ہوا ہے، آپ ایک کھدّر کی قمیص اور تہبند زیب تن فرماتے وہ کھدّر کا قمیص بہمنی سلاطین اپنی رسم تاج پوشی کے وقت پہنا کرتے اور اس کو باعث فخر وطمانیت وسعادت سمجھتے رہے، خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

ایک رکعت میں پورے قرآن مجید کی تلاوت: حضرت حسان انصاریؒ نامی ایک بزرگ ہیں، اکثر لوگ ان کے معتقد تھے، ان کی بڑی کرامات منقول ہیں، بڑے عبادت گذار ہیں اور رات کے قیام اور تہجد میں بڑا مجاہدہ کرنے والے تھے، ان کے متعلق یہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ ایک رکعت میں پورا قرآن پاک پڑھتے تھے، اسی کے ساتھ مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد رسی اور محتاج اور ضرورت مندوں کی حکومت اور سلطنت کے پاس مطلب براری اور حاجت روی میں بھی کافی منہمک رہتے تھے، ۱۲/ربیع الآخر ۷۱۳ھ میں انتقال فرماگئے، گویا نرے صوفی نہ تھے، خدمتِ خلق میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے، یہی حقیقی اسلام ہے۔

کھنبات (گجرات) کے عالم دمشق میں: حسن بن احمد المظفر شرف الدین بن کمال الدین الخطیری بڑے شیخ ہیں، ۷۰۱ھ میں ہندوستان میں کھنبات نامی ایک گاؤں میں آپ کی ولادت ہوئی، پھر آپ دمشق تشریف لے گئے، وہاں آپ نے شیخ احمد بن عبدالدائمؒ سے انتخاب الطبرانی کی سماعت کی اور ان کے علاوہ اور دوسرے علماء سے بھی آپ نے سماعت کی، جن میں المرجنی بن البرہان، ابن ابی الیسیر اور ان کے علاوہ لوگ شامل ہیں اور آپ سے حدیث کی سماعت کرنے والوں میں بڑے بڑے علمائے محدثین ہیں، جیسے حافظ المزی، حافظ برزامی، حافظ ذہبی اور ابن رافع رحمہم اللہ صوفی باصفا تھے، خانقاہ خاتونیہ سے آپ کا گہرا تعلق تھا، بڑے اچھے اور بڑے احسان کرنے والے بزرگ تھے، علم وفضل کی بھی بڑی دولت آپ کے پاس تھی، آپ کی طرف چند نظمیں اور کتب منسوب ہیں، حدیثِ پاک کے بیان سے بھی آپ کا اشتغال تھا اور خود اپنے قلم سے کافی کتابیں نقل فرمائی ہیں، ۷/شعبان میں آپ انتقال کرگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گجرات کے علماء کا حدیث سے تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔

جیل میں دلائل النبوۃ نقل: حسن بن عمار کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ بلا کے ذہین تھے اور جب قضا سے معزول اور قید کئے گئے تو اسی قید وبند کی حالت میں علم وآگہی میں ایسے لگے اور مشغول ہوئے کہ قید کی حالت میں ہی امام بیہقی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق کتاب ''دلائل النبوۃ'' خود اپنے قلم سے نقل کرڈالی، جس کو علم کا شوق ہو اس کے لئے، باغ، گھر، جیل خانہ سب برابر ہے، نہ اس کی تنہائی محسوس ہوتی ہے اور نہ وقت ضائع کرتا ہے، ہمارے ہندوستان میں علم الصیغہ جیل میں لکھی گئی، ابوالکلامؒ نے شاہکار خطوط لکھے، محمد علی جوہرؒ نے پرداد نظمیں لکھیں اور حسرت موہانی نے بھی مشقِ سخن جاری رکھی۔

اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے مشقِ سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی

علم یا دولت: بنی اُمیہ کے عہد میں ربیعۃ الرائے ایک بڑے امام وعلامہ گذرے ہیں، ان کے والد کا نام فروخ تھا، فوج میں اپنے عہدہ پر مُلازم تھے، ربیعۃ الرائے ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھے کہ خلیفۂ وقت نے ایک بڑا لشکر فتح کرنے کو روانہ کیا، اس لشکر کے افسر فروخ مقرر ہوئے، جب یہ خراسان جانے لگے تو تیس ہزار اشرفیاں بیوی کو دیں کہ انہیں حفاظت سے رکھنا، یہ چلے گئے تو ربیعۃ الرائے پیدا ہوئے، ان کی والدہ اپنے شوہر کا انتظار کرتی رہیں کہ وہ آکر اپنے بیٹے کو دیکھیں، مگر اتفاق سے خراسان کی لڑائی نے طول کھینچا، اِس لئے وہ نہ آسکے، ان کی بیوی نہایت عمدگی سے ربیعۃ الرائے کی پرورش کرتی رہیں، جب یہ ذرا بڑے ہوئے تو ماں نے پڑھنے بٹھایا، اُن کی دِلی آرزو تھی کہ میرا بیٹا پڑھ لکھ کر عالم وفاضل بنے، چنانچہ تعلیم کے سلسلہ میں اُنہوں نے شوہر کی اشرفیاں خرچ کرنی شروع کردیں، ربیعۃ الرائے بہت ذہین اور سعادت مند تھے، بہت جلد تعلیم حاصل کرکے مشہور عالم بن گئے، ان کا مکان مدینہ میں تھا اور وہیں مسجد نبویؐ میں درس دینا شروع کیا، کچھ ہی دنوں میں ان کے علم وفضل کا شہرہ دُور دُور پھیل گیا اور بڑے بڑے علماء ان کے درس میں شامل ہونے لگے، ماں اپنے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے پھولی نہ سماتی تھیں، اُنہیں ذرا بھی افسوس نہ تھا کہ شوہر کی دی ہوئی اشرفیاں سب کی سب نذرِ تعلیم ہوچکی تھیں۔

پورے ستائیس سال بعد فروخ کو لڑائی سے واپسی کا موقع ملا، گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لئے مدینہ میں اپنے گھر پہونچے، دروازہ بند تھا، نیزے کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت ربیعۃ الرائے گھر ہی میں تھے، دروازہ کھول کر باہر آئے، باپ کیونکر اپنے نادیدہ بیٹے کو پہچانتا، کچھ کہے سنے بغیر بلاتکلف مکان میں گھسنے لگے کہ خود اُنہیں کا مکان تھا، حضرت ربیعہ نے جب دیکھا کہ ایک اجنبی شخص ہے جو مکان میں گھسا چلا آتا ہے تو بہت غصے میں بولے: ''اے خدا کے دشمن! میرے گھر میں تیرا کیا کام؟'' فروخ نے کچھ تلخ جواب دیا، جس سے بات بڑھ گئی، آس پاس کے لوگ جمع ہوگئے، حضرت امام مالکؒ بھی آگئے، اُنہوں نے فروخ کو سمجھایا کہ بڑے میاں! اگر آپ کو ٹھیرنا ہی ہے تو دوسرا مکان میرا موجود ہے، اُس میں ٹھیر جائیے، فروخ نے کہا: ''جناب والا! میرا نام فروخ ہے اور یہ گھر جس میں داخل ہو رہا ہوں، میرا ہی ہے''۔ ربیعۃ الرائے کی والدہ دروازے ہی کے پاس کھڑی سب کچھ سن رہی تھیں، اُنہوں نے جب یہ سُنا تو چلا کر کہا: ''ارے یہ تو ربیعہ کے باپ ہیں''۔ جب یہ عقدہ کھلا تو باپ بیٹے گلے مِل کر خوب روئے اور گھر کے اندر گئے، موقع پاکر فروخ نے بیوی سے محبت بھرے انداز میں پوچھا: ''یہ میرا ہی بیٹا ہے؟'' بیوی نے کہا: ''بے شک آپ ہی کا''۔ تھوڑا سا وقت گذرنے کے بعد فروخ کو اپنی دی ہوئی اشرفیوں کا خیال آیا تو بیوی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا: ''گھبرائیے نہیں، وہ نہایت حفاظت سے ہیں''۔

اِس دوران میں حضرت ربیعۃ الرائے مسجد میں درس دینے چلے گئے، کچھ دیر بعد فروخ بھی نماز پڑھنے پہونچے، کیا دیکھتے ہیں، ایک شخص بیچ میں بیٹھا ہے اور اس کے اردگرد آدمیوں کا ہجوم ہے، ربیعۃ الرائے اس وقت سر جھکائے ہوئے تھے اور ایک اُونچی ٹوپی سر پر تھی، فروخ پہچان نہ سکے کہ میرا ہی بیٹا ہے، لوگوں سے دریافت کیا کہ کون بزرگ ہیں؟ جواب ملا، امام ربیعۃ الرائے ہیں''۔ فروخ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بے اختیار کہا: ''لقد رفع اللہ ابنی'' (بے شک خدا نے میرے بیٹے کا مرتبہ بلند کیا)۔ نماز پڑھ کر مسرور وشاداں گھر آئے اور اپنی بیوی سے واقعہ بیان کیا، تب بیوی نے کہا: ''آپ بتائیے اپنے بیٹے کی یہ علمی شان آپ کو پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟'' فروخ بولے: ''واللہ میں یہ شان زیادہ پسند کرتا ہوں'' تو سنئے! بیوی نے کہا: ''سب اشرفیاں میں ربیعہ کی تعلیم وتربیت پر صرف کرچکی ہوں'' فروخ نے کہا: ''خدا کی قسم! تم نے وہ مال ضائع نہیں کیا''۔

صاف گوئی: قبیلہ کنانہ کی بہادر خاتون دارمیہ اُن جانباز عورتوں میں سے تھی جنہوں نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دیا تھا، فتح کے بعد حضرت معاویہؓ ایک بار حج کرنے مکہ معظمہ آئے اور انہوں نے دارمیہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، بتایا گیا کہ آج کل وہ یہیں آئی ہوئی ہے، امیر معاویہؓ نے اپنے آدمی بھیج کر اُسے بُلایا، وہ آئی تو اُنہوں نے پوچھا: ''تمہیں خبر ہے میں نے تمہیں کیوں بُلایا ہے؟ اس نے کہا: ''مجھے کیا معلوم، غیب کا حال سوائے خُدا کے اور کوئی نہیں جانتا''۔ امیر معاویہؓ نے کہا: ''میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے علیؓ کا ساتھ کس لئے دیا؟ دارمیہ بولی: ''اگر ممکن ہو تو آپ مجھے اِس سوال سے معاف رکھیں''۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: ''ہرگز نہیں، میں ضرور تم سے اِس سوال کا جواب لوں گا''۔ دارمیہ نے کہا: تو سُنئے، میں نے حضرت علیؓ کا ساتھ اس لئے دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت مہربانی، رحم اور انصاف کے ساتھ پیش آتے تھے، وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے تھے، وہ غربا اور مساکین کے ساتھ نہایت محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کرتے تھے اور دینداروں کی عزت کرتے تھے، رہی یہ بات کہ میں آپ سے کیوں عداوت رکھتی تھی، تو سنئے کہ آپ ایک ایسے شخص سے آمادۂ جنگ ہوئے جو آپ سے اچھا تھا اور آپ نے ناحق مانگا، جس کے حقدار نہ تھے، آپ نے خوں ریزی کی بنیاد ڈالی اور فتنہ وشر کی آگ بھڑکائی، یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو لوگ حق وانصاف کو پسند کرتے تھے وہ آپ کی حکومت سے خوش رہیں اور حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیں۔

دارمیہ کی یہ بے لاگ باتیں امیر معاویہؓ نے صبر وضبط کے ساتھ سنیں، پھر پوچھا: ''اے نیک بخت! تو نے علیؓ کو دیکھا بھی ہے؟'' دارمیہ نے کہا: ''کیوں نہیں دیکھا'' حضرت معاویہؓ نے کہا ''تم نے انہیں کیسا پایا؟'' دارمیہ نے بے خوفی سے کہا ''وہ حاکم ہوکر اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوئے، انہوں نے ہر حال میں خدا کو یاد رکھا اور عدل وانصاف کی راہ سے نہیں ہٹے'' حضرت معاویہؓ نے پوچھا: ''تو نے کبھی علیؓ کی تقریر بھی سُنی ہے؟ دارمیہ بولی: ''بے شک سُنی ہے، اُن کا کلام دلوں کی سیاہی اِس طرح دُور کرتا تھا، جیسے روغنِ زیتون برتنوں کا زنگ دور کرتا ہے'' حضرت معاویہؓ نے کہا: ''بے شک تو ٹھیک کہتی ہے، بیان کر، اگر تیری کوئی حاجت ہو تو میں پوری کردوں؟ دارمیہ بولی ''کیا واقعی آپ میری حاجت پوری کریں گے؟ ''ہاں ضرور کروں گا'' دارمیہ نے کہا ''مجھے سُرخ رنگ کی سو اونٹنیاں چاہئیں اور ان کے ساتھ ان کے ہانکنے اور چرانے والے بھی ہوں، حضرت امیر معاویہؓ فرمانے لگے ''اگر میں تمہاری یہ مانگ پوری کردوں تو کیا تمہارے دل میں علیؓ کے برابر میری جگہ ہوجائے گی، دارمیہ نے برجستہ جواب دیا ''یہ ناممکن ہے، میں حضرت علیؓ کے برابر آپ سے ہرگز محبت نہیں کرسکتی، نہ اُن جیسی عزت، آپ کی میرے دل میں ہوسکتی ہے''۔ حضرت امیر معاویہؓ کو یہ صاف جواب گراں گذرا، لیکن انہوں نے تحمل کیا اور چند شعر پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا: ''اگر میں آج تیرے ساتھ بردباری اور تحمل سے پیش نہ آؤں تو میرے بعد کون ہوگا جس سے تحمل وبردباری کی توقع ہوسکتی ہے، یہ عطیہ تجھے مبارک ہو اور اُس شخص کو یاد رکھو جس نے دشمنوں سے جنگ کے بدلے میں صلح اور نرمی کا برتاؤ کیا''۔ یہ اشعار پڑھ کر حضرت معاویہؓ نے فرمایا ''اگر ایسا ہی واقعہ تمہیں علیؓ کے ساتھ پیش آتا تو سچ کہنا کیا وہ ایسا ہی فیاضی کا برتاؤ کرتے اور سخت وتلخ باتوں کے جواب میں اسی طرح نرمی اور درگذر سے پیش آتے؟'' دارمیہ نے کہا ''جہاں تک فیاضی کا تعلق ہے، میں یقین رکھتی ہوں کہ وہ بیت المال میں سے جس میں تمام مسلمانوں کا مشترکہ حق ہے، اونٹنی تو کیا بلی کا بچہ بھی دینا گوارا نہ کرتے، ہاں! نرمی کی بات یہ ہے کہ وہ آپ سے زیادہ اِنصاف کرنے والے اور حق کی حمایت کرنے والے تھے''۔ حضرت امیر معاویہؓ ان صاف صاف باتوں کو سنکر سناٹے میں آگئے اور جلد سے جلد سو اونٹنیاں حسب وعدہ دے کر دارمیہ کو رخصت کیا۔ (ماہنامہ دارالعلوم، ستمبر ۱۹۶۱ء)

Scanned with CamScanner

نصرت دین کی شکلیں

مولانا بلال عبد الحی حسنی ندوی

سیدنا حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا حق ہر ایمان والے امتی پر یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لیے، آپ کے دین کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہے، جس دین کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب کچھ قربان کیا، مکہ مکرمہ کی زندگی میں آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو پریشان کرنے میں مشرکین نے کوئی کسر نہ چھوڑی، نہ جانے کتنوں کو شہید کیا، آپ کو شہید کرنے کی پوری کوشش کی گئی، آپؐ نے سب کچھ سہا، صرف اس لیے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی پہچان حاصل ہو، ان کو زندگی کا صحیح راستہ معلوم ہو، آخرت کی کامیابی کا طریقہ ان کو بتایا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو یہ امانت سپرد فرما کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور حجۃ الوداع کے موقع پر ساری دنیا کے لیے ایسا منشور جاری فرما دیا جو انسانیت کی کامیابی کی ضمانت ہے، اس خطبہ میں آپؐ نے امت کو یہ ذمہ داری دی اور فرمایا "الا فليبلغ الشاهد الغائب" (بخاری) (خبردار! جو لوگ موجود ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان لوگوں تک بات پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں) اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حق قرآن مجید میں بیان فرمایا، ارشاد فرمایا: ''بس جو اس کو مانیں گے اور اس کا ساتھ دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اترا تو وہی مراد کو پہنچیں گے'' (الاعراف: ۱۵۷) ایمان کے بعد جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا حق ہے، دوسرا حق یہی بیان کیا گیا کہ آپ کی نصرت کی جائے، آپ کا ساتھ دیا جائے اور آپؐ کی نصرت یہی ہے کہ آپؐ کی سیرت واخلاق کے ایک ایک گوشے کی حفاظت کی جائے، آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے تحفظ و بقا اور اس کی اشاعت کی فکر کی جائے اور اس کے لیے قربانی دینے کو تیار رہا جائے، اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ اگر تم مدد نہیں کرتے تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے: ''اگر تم ان کی مدد نہیں کرتے تو ان کی مدد تو اللہ نے کی'' (التوبہ: ۴۰) یہ اللہ کی طرف سے ایک تنبیہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی فکر نہ ہو، وہ اس کے ایک ایک جزو کی حفاظت کی کوشش نہ کرے، وہ اپنی دنیا میں مست رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی امانت کا اس کو خیال نہ ہو۔

حضرات صحابہ کی مثال: حضرات صحابہؓ نے اپنی اپنی زندگیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپؐ کے دین کے لیے قربان کردیں، آپؐ کے ایک ایک حکم کو، ایک ایک حدیث کو انہوں نے پہنچانے کا اہتمام کیا، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے: ''جو بھی علم کا کوئی حصہ چھپائے گا جس سے دینی فائدہ پہنچتا ہو، اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی'' (سنن ابن ماجہ) ایک صحابی نے وفات کے وقت ایک حدیث بیان کی اور فرمایا کہ میں نے جو بھی سنا ہے وہ تمہارے سامنے بیان کردیا، ایک حدیث رہ گئی تھی مجھے کتمان علم کا ڈر ہے، اس لیے وہ حدیث بھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، پھر وہ حدیث انہوں نے سنا دی۔

یہ صحابہ کی انتہائی فکر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات محفوظ کرنے کا انہوں نے اہتمام کیا، یہاں تک کہ اگر کوئی روایت انہوں نے خود نہیں سنی تو اس کو براہ راست سننے اور جاننے کے لیے انہوں نے طویل سفر کئے، محقق کبیر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ مجھے ایک صاحب کے متعلق اطلاع ملی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، میں نے فوراً اونٹ خریدا، اس پر کجاوہ کسا اور ان صاحب کی طرف ایک ماہ کا سفر طے کرکے سیدھا ملک شام پہنچا، یہ صاحب عبداللہ بن انیس تھے، میں نے ان کے دربان سے کہا: جا کر کہو جابر دروازہ پر کھڑا ہے، انہوں نے سنتے ساتھ ہی پوچھا کیا ابن عبداللہ؟ میں نے کہا، جی ہاں، وہ فوراً باہر آئے، گلے ملے، میں نے کہا، مجھے ایک حدیث کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ آپ نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، میں ڈرا کہ کہیں مجھے موت آجائے اور اس حدیث مبارک کے سننے سے محروم رہ جاؤں، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث بیان کردی، یہ حدیث آخرت میں قصاص سے متعلق ہے اور امام بخاری نے اس کا ایک ٹکڑا ''صحیح بخاری، کتاب التوحید، "باب لاتنفع الشفاعة الا لمن أذن له" میں بھی ذکر کیا ہے (فتح الباری: ۱/۱۵۸-۱۵۹)

امام دارمی نے اپنی سنن میں عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی سفر کرکے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس مصر پہنچے، یہ اس وقت اپنی اونٹنی کو چارہ کھلا رہے تھے، ان کو دیکھتے ہی بولے مرحبا، صحابی مذکور نے فضالہ سے کہا: لم آتک زائرا" میں آپ کی ملاقات کے لیے نہیں آیا، بلکہ اس غرض سے آیا ہوں کہ میں نے اور آپ نے ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، مجھے امید ہے کہ وہ آپ کے علم میں ہوگی، فضالہ نے پوچھا: "ماهو؟ وہ کونسی حدیث ہے؟ صحابی مذکور نے کہا: "كذا كذا" جس میں یہ یہ ہے۔ (سنن دارمی، ص: ۵۷، طبع نظامی کانپور، حافظ ابن حجر نے فتح الباری: ۱/۱۵۹ میں اس کو بحوالہ ابوداؤد نقل کیا ہے۔)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ محدث حاکم نے "معرفة علوم الحديث" (ص: ۷-۸، ط: مصر) میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نقل کیا ہے کہ وہ بھی حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صرف ایک حدیث کی خاطر سفر کرکے مصر تشریف لے گئے، چنانچہ جب وہ مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے جو اس وقت مصر کے گورنر تھے، تو ان کو اطلاع دی، مسلمہ جلدی سے باہر آئے، معانقہ کیا، پوچھا: کیسے تشریف آوری ہوئی، فرمایا: ایک حدیث میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، اب سوائے میرے اور عقبہ کے اور کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا سننے والا باقی نہیں، اس لیے کسی کو بھیج دو، جو مجھے ان کے مکان کا پتہ بتا دے، مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فوراً آدمی ساتھ کردیا، حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو جلدی سے نکل کر معانقہ کیا اور پوچھنے لگے اے ابوایوب! کیسے آنا ہوا، جواب دیا: مسلمان کی پردہ پوشی کے بارے میں ایک حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، اب میرے اور تمہارے سوا اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سننے والا باقی نہیں ہے، عقبہ رضی اللہ عنہ بولے ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "من ستر على مؤمن في الدنيا على خزية ستره الله يوم القيامة" (جو دنیا میں کسی رسوائی پر مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا)، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا: تم نے سچ کہا، یہ کہہ کر سواری کا رخ کیا اور سوار ہوکر مدینہ طیبہ کو واپس ہوگئے، واپسی میں اتنی جلدی کہ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جو نذرانہ ان کو بھیجا تھا وہ بھی عریش مصر میں ان کو ملا'' (ابن ماجہ اور علم حدیث: ۱۴-۱۵)

یہ حضرات صحابہ کی انتہائی نصرت کا نتیجہ ہے کہ آپؐ کی پوری زندگی محفوظ ہوگئی، آپ کی نشست و برخاست، گفتگو کا انداز، انفرادی واجتماعی زندگی کی باریکیاں، یہاں تک کہ آپؐ کا مزاج گھر اور باہر کی زندگی کا ایک ایک پہلو محفوظ کیا گیا اور یہ صرف آپؐ کی خصوصیت ہے، کسی بھی نبی کے ماننے والے اپنے نبی کی تعلیمات بھی محفوظ نہ رکھ سکے، خود ایک عیسائی مفکر لکھتا ہے: ''عیسیٰ کی تعلیمات اگر محفوظ کی جائیں تو وہ اخبار کے ڈیڑھ کالم سے زیادہ نہیں بڑھ سکتیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آخری دین کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا اور اس کی نصرت کے لیے صحابہ جیسی مقدس جماعت تیار فرمائی، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کی زندگی کو ایسا جذب کرلیا کہ وہ سچے ترجمان بن گئے، آپ کی ظاہری راحت وآرام کا خیال کیا کہ آپؐ کے لیے جان دینے والے اور آپؐ کی قلبی راحت کا سامان انہوں نے جس طرح نصرت کا حق ادا کیا وہ قیامت تک کے لیے ایک نمونہ ہے۔

غزوۂ احد میں جانثاری کا موقع تھا اور صحابہ نے اس کا حق ادا کیا، آپؐ کی حفاظت کے لیے کتنے صحابہ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کردیا، مدینہ طیبہ ہجرت کے بعد بھی جب کہ خطرات تھے، راتوں کو پہرہ دینے والے اور آپ کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار، اسی طرح اپنا سب مال وزر نچھاور کرنے والے، ایک موقع پر آپؐ نے چندہ کی اپیل فرمائی، حضرت عمرؓ گھر جو کچھ تھا اس کا آدھا لے کر حاضر خدمت ہوئے، یہ سوچ کر کہ شاید آج حضرت صدیق اکبر سے آگے بڑھ جائیں، مگر جب وہ اپنی پونجی لے کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا گھر میں کیا چھوڑا؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کے سوا کیا ہے (سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر: ۴۰۳۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دہانے کھول دیئے، ان کو "مجهز جيش العسرة" (ملاحظہ ہو: صحيح البخاری، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عثمان بن عفان) (سخت تنگی کے لشکر کو تیار کرنے والے) کا خطاب ملا۔

ایک موقع پر ایک خستہ حال وفد حاضر خدمت ہوا، مضر کے لوگ تھے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر بے چین ہوگئے، حضرت بلال کو اذان کا حکم ہوا، نماز کے بعد عام مسلمانوں سے چندہ کی اپیل فرمائی، تھوڑی ہی دیر میں دو ڈھیر لگ گئے، ایک کھانے کا اور ایک کپڑوں کا، آپؐ کا چہرۂ انور خوشی میں دمکنے لگا۔ (مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة...: ۲۳۹۸) حضرت انصار نے تو مہاجرین کی وہ نصرت کی جو تاریخ کی ایک ایسی مثال ہے جواب شاید سامنے نہ آسکے گی، مہاجرین کون تھے؟ اللہ کے رسولؐ کی بات ماننے والے، آپ کی اور آپ کے دین کی اولین نصرت کرنے والے، حضرات انصار نے ان کی مدد کرکے انصار کا لقب پایا، جو ہر قبیلہ اور خاندان کی نسبت پر غالب آیا۔

آپ کی اور آپ کے دین کی نصرت کا یہ حق ہمیشہ علماء امت نے سمجھا ہے اور ہر دور میں اس کی ادائیگی کی کوششیں کی جاتی رہیں، جب جب آپؐ پر اور آپ کے دین پر حرف آیا، ایسے لوگ کھڑے ہوئے جنہوں نے اپنی اپنی صلاحیتیں آپ کی نصرت کے لیے کھپا دیں اور اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں سرخرو ٹھہرے، حضرت صدیق اکبرؓ اور صحابہؓ سے لے کر تابعین اور بعد کے لوگوں تک اس کا تسلسل ہے اور تا قیامت رہے گا۔

مجددین دین: صحابہ کے بعد تدوین حدیث وسنت کے لیے عمر بن عبدالعزیز نے علمائے امت کو توجہ دلائی اور اپنی تشویش کا اظہار کیا، اس کے نتیجہ میں حدیث کا خزانہ محفوظ ہوا، پھر ان حدیثوں سے مسائل کے دقیق استنباط واستخراج کے لیے ایسے ایسے علماء سامنے آئے جن کی عقل وفہم کے آگے عقلاء عالم جھک گئے، ائمہ اربعہ اور ان کے شاگردوں کی صورت میں فقہاء کی ایک جماعت نے امت کے لیے راستہ آسان کردیا اور آپؐ کی زندگی، ان کے ارشادات کو سامنے رکھ کر ایسی ایسی باریکیاں امت کے سامنے رکھ دیں کہ ادھر ذہن کی رسائی بھی مشکل ہوتی ہے۔

اعتزال کا فتنہ کھڑا ہوا اور اچھے اچھے عقلاء اس میں بہنے لگے، تو اللہ نے امام ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی کو کھڑا کیا، فلسفہ نے جب ذہنوں کو مسحور کیا تو امام غزالی نے ''تہافت الفلاسفہ'' اور ایسی متعدد کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ، پانی کا پانی کردیا، پھر احادیث کے ذخیرہ کو کھنگال کر صحیح ومقبول احادیث کو منتخب کرنے کا کام اللہ نے تیسری چوتھی صدی ہجری کے ان محدثین سے لیا، جن کا احسان امت کی گردن پر رہتی دنیا تک رہے گا، جرح وتعدیل، فن رجال، علم مصطلح حدیث اور نہ جانے کتنے علوم وفنون اس کے نتیجہ میں مدون ہوئے کہ ڈاکٹر اسپرنگر کو کہنا پڑا کہ ''کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے''۔ (خطبات مدراس: ۵۱)

پھر اللہ اپنے ایسے بندوں کو ہمیشہ پیدا فرماتا رہا، جنہوں نے تزکیہ قلوب کا وہ کام انجام دیا جو اللہ کے نبیؐ کے مقاصد بعثت میں شامل تھا، اس کے نتیجہ میں تزکیہ واحسان کے وہ ائمہ پیدا ہوئے، جن کی روحانیت نے دنیا کو روحانی غذا فراہم کی، حاصل یہ ہے کہ یہ سلسلہ چلا، چل رہا ہے، قیامت تک چلے گا، اللہ تعالیٰ ایسے افراد پیدا کرتا رہے گا جو اس دین کی نصرت کے ذریعہ دین کو تازہ رکھیں گے، اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ''ایک آیت ہی کیوں نہ ہو ہم سے باتیں دوسروں کو پہنچاؤ'' (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۶۱)۔

یہ حکم صحابہ اور صحابہ کے واسطے سے پوری امت کے لیے ہے، امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر وقت آپؐ کی نصرت کے لیے کمربستہ رہے اور مقدور بھر اس کوشش میں مصروف رہے کہ آپؐ کی لگائی ہوئی کھیتی مرجھانے نہ پائے۔

نصرت کی شکلیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی نصرت میں سب سے پہلا مرحلہ اس امانت کی حفاظت کا ہے اور حفاظت کے لیے عام طور پر ہر ایک کے لیے سب سے پہلی ذمہ داری عمل کی ہے اور عمل کے لیے فہم سیرت کی ضرورت ہے، نصرت کی سب سے پہلی اور بنیادی صورت یہی ہے کہ ہر شخص اپنی ذاتی زندگی میں سب سے پہلے اور اپنے گھر میں اور اہل تعلق میں عملی طور پر پختگی پیدا کرنے کی کوشش کرے، اس سے آپؐ کے دین کی حفاظت ہے، دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اس میں جو رکاوٹیں سامنے آئیں، ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار رہا جائے اور یقیناً جو لوگ بھی علم دین حاصل کرکے اس میں گہرائی پیدا کرتے ہیں اور دین کی اشاعت میں لگے ہیں، ان کی مدد کرنا اور مختلف مرحلوں میں ان کا ساتھ دینا، حقیقت میں آپؐ کی نصرت ہے، اسی طرح ایسے اداروں کی مدد کرنا بھی بالواسطہ نبی پاکؐ کی ہی نصرت ہے، جو ادارے دین کی نصرت کے لیے، اشاعت دین اور تحفظ دین کے لیے قائم ہیں اور ان میں مخلصانہ طریقہ پر نصرت دین کا کام ہو رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

موجودہ دور میں ملی اتحاد کی سخت ضرورت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مسلمانوں کو دوسری قوموں پر بجا طور پر فخر کا حق ہے کہ ان میں باہمی تعلیم و ہمدردی، آپسی ربط واخوت، وحدت کا رجحان، ملی اتحاد کا جذبہ دوسروں سے زیادہ اور قوی ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جس اخوت و بھائی چارگی اور آپسی محبت و ہمدردی کا جو حکم دیا ہے اس کا مزید تقاضہ تو یہ تھا کہ پورا مسلم معاشرہ اس طرح متحد و متفق ہو جائے کہ اس میں اختلاف و انتشار کا نشان بھی باقی نہ رہے، یہاں تک کہ اگر مشرق و مغرب کے کسی بھی چپہ پر کوئی ناگہانی واقعہ رونما ہو تو اس کی آہ کراہ عالم اسلام کے دوسرے کونے میں بآسانی سنی جا سکے، جس سے نہ صرف یہ کہ ان کا قلب و جگر اور احساس و شعور متاثر ہو بلکہ اس سے اپنی پوری دلچسپی توجہ کا اظہار کریں تب ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کے صحیح مصداق قرار پائیں گے کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے کوئی مضبوط عمارت ہو کہ اس کے حصے باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے مضبوط وحدت ہیں اور یہ کہ وہ ایک جسم انسانی کی طرح ہیں کہ اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے سارے اعضاء اس کے احساس تکلیف میں بخار اور بے خوابی میں شریک ہوتے ہیں۔

لیکن افسوس کہ اس وقت مسلمان اس سلسلہ میں سخت کوتاہی کا شکار ہو رہے ہیں، ماضی میں بھی ان سے اس سلسلہ میں کوتاہی ہوئی تھی، اگر ماضی میں ان سے اس طرح کی کوتاہی سرزد نہ ہوئی ہوتی تو اندلس سے ان کی جلاوطنی کا وہ اندوہناک حادثہ پیش نہ آتا، جو ان کی شاندار اور پر عظمت تاریخ رہنے اور یورپ میں ان کے رعب و دبدبہ قائم ہونے اور صدیوں باقی رہنے کے باوجود پیش آیا۔

حکومت اندلس کے آخری ایام میں مسلم معاشرہ جس زوال کا شکار ہوا آج متعدد ممالک میں مسلمانوں کی صورت حال اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، ان پر چاروں طرف سے دشمنان اسلام کی یلغار ہے وہ ان کی اسلامی شان و شوکت کا خاتمہ کرنے اور ان کے اسلامی تشخصات و امتیازات کو مٹانے کے درپے ہیں جس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنی تہذیب و تمدن، کلچر و ثقافت، حتیٰ کہ اپنے افکار و نظریات تک سے دستبردار ہو جائیں اور اپنا وطن چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں، یا پھر ظلم و تشدد کا نشانہ بن کر اور مخالفانہ کارروائیوں اور جبر و زیادتی کے اثر سے اپنا تشخص کھو دیں اور ان کا وجود بحیثیت ایک ملت کے ختم ہو جائے۔

دشمنان اسلام اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے لیے مدتوں سے کوشاں ہیں، لیکن اسلام کا (جو اللہ تعالیٰ کا دائمی اور ابدی دین ہے) یہ ایک معجزہ ہے کہ اسلامی روح اور جذبہ ایمانی مسلمانوں کے دلوں میں برابر جاگزیں رہا ہے، اس نے ان کو کسی بھی ظلم و تشدد کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنے دیا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کی امید میں ان روح فرسا مظالم کے آگے صبر و استقامت کا انہوں نے بڑا ثبوت دیا اور جیسے ہی ظلم و تشدد کے شعلے ٹھنڈے ہوئے، فوراً ہی ان میں روح ایمانی کی خوابیدہ چنگاری بھڑک اٹھی، چنانچہ سوویت ممالک میں مسلم جمہوریا میں اس کا بین ثبوت ہیں کہ وہاں کچھ نہ کچھ مسلمان اپنے مذہب کے حقیقی وفادار اور اسلام کے سچے مخلص بنے رہے اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا رہے بلکہ خفیہ طور سے اس امانت کو اپنے سینوں سے لگائے رہے، اس پر مزید چیچنیائی اور بوسنیائی مسلمانوں نے بھی پوری جوانمردی اور شجاعت اور بہادری کا ثبوت دیا اور اپنے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہے، اگر برادران اسلام نے ان کا تعاون کیا ہوتا اور ان کے دکھ درد کو محسوس کرنے میں ان کے برابر کے شریک رہے ہوتے اور حتی المقدور ان کے استحکام کی کوشش کرتے رہتے، تو اس سے نہ صرف یہ کہ ان کی طاقت و ہمت اور ثابت قدمی داد لوالعزمی میں اضافہ ہوتا، تو اس طرح وہ جن خطرات میں گھرے ہوئے ہیں ان کا وہ پوری جوانمردی و جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہیں گے اور اپنے اس عظیم کردار سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے مضبوط اور آہنی قلعہ ثابت ہوں گے۔

بلاشبہ مسلمانوں نے ایک حد تک اس ذمہ داری کو نبھایا، اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلم برادریوں نے اتحاد و اتفاق کا ایسا مظاہرہ کیا، جس سے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے میں خاصی مدد ملی، اور اس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ فلسطینی و افغانی، صومالی اور فلپائنی مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق ہی کے نتیجہ میں ان مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنے اور سختیاں برداشت کرنے کی جرات و ہمت پیدا ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے استحکام و ثابت قدمی کی راہ میں عربوں نے ایک بے نظیر کارنامہ اور قابل قدر و لائق تعریف خدمات انجام دی ہیں اور انہیں کے دم قدم سے بہت سے مظلوم و مقہور اور اپنے حقوق سے محروم طبقوں کو دشمنوں کے زبردست حملوں کے باوجود اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے اسلامی تشخص و امتیاز پر قائم رہنے کا حوصلہ پیدا ہوا، انہیں تمام کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت تمام مسلم طبقوں میں اور خصوصاً تعلیم یافتہ حلقوں میں اسلامی بیداری کی ایک لہر دوڑنا شروع ہو گئی، جس کی وجہ سے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنے لیے حرز جاں تصور کرنے لگے ہیں اور اس سے رشد و ہدایت کی روشنی اسی طرح حاصل کرنے لگے ہیں، جس طرح ان دینی پیشواؤں اور مسلم مفکرین و مصلحین سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، جو اسلامی جذبات و احساسات کو بیدار کرنے اور دینی و روحانی غذا فراہم کرنے کی خدمات انجام دے رہے ہیں، مغرب اپنے اسلام دشمن و کینہ پرور شاگردوں کے ذریعہ اسلامی وقار کو مجروح کرنے کے لیے جو کوشش کر رہا ہے اس کے نتیجہ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ایک پر اثر ردعمل کا اظہار ہو رہا ہے، فرزندان اسلام کا یہ آپسی تعاون ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و حسن سلوک یقیناً اسلامی بیداری کے لیے مزید تقویت کا باعث ہوگا اور ان کا یہ ربط و تعلق اور باہمی نصرت و امداد کا دائرہ جتنا وسیع و مضبوط ہوگا، اتنے ہی بہتر اور خوشگوار ثمرات و نتائج پورے عالم اسلام پر مرتب ہوں گے۔

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آج مسلمان سامراجی ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں، ان دشمنوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا نہیں بلکہ مذہب اسلام اور اسلامی تشخصات و امتیازات کو مٹانا ہے، یہی عصر حاضر کا سب سے بڑا خطرہ اور چیلنج ہے، جس کا مقابلہ کرنا وقت کا سب سے اہم اور اولین فریضہ ہے، اس فریضہ کو انجام دینے کے دو ہی طریقے ہیں، پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ دشمنوں کے ذہنی و فکری غلبہ و تسلط کا مقابلہ مادی وسائل و ذرائع سے کیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی اساسی و بنیادی تعلیمات کو اس طرح جاگزیں کیا جائے کہ ان میں اسلام کی عطا کردہ تہذیب و تمدن، افکار و نظریات پر فخر کرنے کا جذبہ اس حد تک کارفرما ہو جائے کہ مسلم تعلیم یافتہ طبقہ دشمنان اسلام کی طرف سے ہونے والے ذہنی و فکری حملوں کو روکنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے انہیں ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر محاذ آراء ہوں۔ ایک لمحہ کے لیے بھی ہمیں یہ حقیقت فراموش نہ کرنا چاہئے کہ دشمنان اسلام اور شر پسند طاقتوں کی تعداد مسلم طاقتوں سے کہیں زیادہ ہے، لہذا اب اگر مسلمانوں نے حکمت عملی اور سمجھوتے کے ساتھ اپنی کوششوں کو آگے نہ بڑھایا تو پھر جن خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اس سے چھٹکارا نہ حاصل کر سکیں گے۔

انسانیت اور اس کا پیغام

ذکی نور ندوی

انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے، اور عبادت سے مراد وہ تمام اعمال و اقوال ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور جن کے کرنے سے وہ راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

اس طرح عبادت میں صحیح عقائد، نماز، روزہ حج اور زکوۃ کے ساتھ اخلاق و کردار اور دیگر امور بھی شامل ہیں اور خدمت خلق بھی اس کا اہم ترین جز ہے۔ کسی کی کفالت کرنا علم و ہنر سکھانا، مفید مشوروں سے نوازنا، بھٹکے ہوئے مسافر کو صحیح راہ دکھانا، علمی سرپرستی کرنا تعلیمی و رفاہی ادارے قائم کرنا کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا خاص طور پر مریض کی دیکھ ریکھ اس کو صحیح مشورہ دینا، مظلوم کی مدد، اس کا حق دلانا اور اس کے لئے سب کو ساتھ لے کر منصوبہ بند طریقہ سے مشترکہ کوشش کرنا اور ان جیسے سیکڑوں دوسرے امور بھی خدمت خلق کی مختلف راہیں اور شکلیں ہیں۔ اسلام میں انسان کا مقصد اللہ کی مرضی کے لئے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر ایک اچھے انسان کے طور پر دوسروں کو بھی انسانی حقوق کا مستحق سمجھتے ہوئے زندگی گزارنے کی بڑی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ گویا اس کے ہر عمل سے اس کیفیت کی خوشبو آنی چاہئے جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا، اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ (سورۃ الانعام: ۱۶۲)

ایک سچے انسان کو ان اعلیٰ قدروں اور کردار کو اپنا کر انسانیت کا پیکر بھی بننا چاہئے اور اس کا علم بردار بھی۔ میرا خیال ہے کہ جس سماج میں انسانیت مفقود ہو جائے اور خدمت خلق کا مزاج اور رواج دم توڑنے لگے وہ سماج اسلامی سماج تو دور انسانی سماج کہلانے کا حق دار بھی نہیں ہے۔ اور اگر یہ پہلو انسان سے الگ کر دیا جائے، اس لئے ان افراد کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے جو سماج کے دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کا درد اپنے دلوں میں سمیٹنے کی قدرت رکھتے ہیں، تنگ دستوں اور تہی دستوں کے مسائل کو حل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، اپنے آرام کو قربان کر کے دوسروں کی راحت رسانی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ ایک اور اہم بات اسلام نے خدمت خلق کو صرف مسلمانوں تک محدود رکھنے کا حکم نہیں دیا ہے، بلکہ بغیر کسی تفریق کے غیر مسلموں کے ساتھ بھی انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کی ترغیب دی ہے، جس کے نتیجہ میں آپسی ہمدردی، باہمی تعاون اور بھائی چارے کی ایسی وسیع ترین بنیاد فراہم ہوئی کہ جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ پڑوسیوں کے حقوق کی بات ہو، مریضوں کی تیمارداری کا معاملہ ہو، غرباء کی امداد کا مسئلہ ہو یا انسانی حقوق کے دوسرے مرحلے ہوں، اسلام نے رنگ و نسل اور مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر سب کے ساتھ یکساں سلوک کو ضروری قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے ایک بڑے حصہ کا تعلق خدمت خلق سے ہے اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا اور کبھی کہا کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ ایک موقعہ پر کہا کہ اللہ اپنے بندوں کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ بلکہ آپ نے یہاں تک فرمادیا کہ جو رحم نہیں کرتا ہے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ لہذا فرقہ پرستی اور اخلاقی بحران کے اس دور میں اور سسکتے بلکتے سماج میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ سماج کے بااثر افراد تنظیمیں اور ادارے خدمت خلق کے میدان میں آگے آئیں اور مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم جمائیں۔ دنیا کو اپنے عمل سے اسلام سکھائیں، لوگ اسلام کو کتابوں کے بجائے ہمارے اخلاق و کردار اور آپسی معاملات سے ہی سمجھنا چاہتے ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے کچھ ادارے بہتر کام کر رہے ہیں، لیکن اس میں مزید بہتری اور سنجیدہ و دیرپا منصوبہ بندی منظم لائحہ عمل اور سب کے ساتھ مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں، بزنس روزگار وکیریر (از: محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی)

اسرائیل کا شمالی غزہ سٹی سے سب فلسطینیوں کو نکل جانے کا حکم

اسرائیلی حکام نے تمام فلسطینیوں کو غزہ شہر کا شمالی حصہ چھوڑنے کا حکم دے دیا ہے جبکہ اس محصور علاقے میں بمباری کی شدت بھی بڑھ رہی ہے، اسرائیل کا کہنا ہے کہ وہ عسکریت پسند گروپ حماس کے جنگجوؤں کا تعاقب کر رہا ہے جو غزہ کے ان حصوں میں دوبارہ منظم ہو رہے ہیں، اسرائیل کی جانب سے حالیہ دنوں میں غزہ پر شدید حملے کیے گئے ہیں، جن میں درجنوں افراد مارے گئے، مصرین کے مطابق اس اسرائیلی اقدام کا مقصد جنگ بندی کے لیے مذاکرات کے دوران حماس پر دباؤ بڑھانا ہو سکتا ہے، امریکی، مصری اور قطری ثالث دوحہ میں اسرائیلی حکام سے بات چیت کے لیے ملاقات کر رہے ہیں، جو غزہ میں جنگ بندی کے لیے ایک معاہدے کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، مصرین کے مطابق اس اسرائیلی بمباری مہم میں تیزی کا مقصد جنگ بندی کے لیے مذاکرات کے دوران حماس پر دباؤ بڑھانا ہو سکتا ہے فلسطینی عسکریت پسند گروہ حماس کے سات اکتوبر کو جنوبی اسرائیل پر حملے میں تقریباً 1,200 افراد ہلاک ہو گئے تھے، جن میں سے زیادہ تر عام شہری تھے، اس دوران حملہ آوروں نے تقریباً ڈھائی سو افراد کو اغوا بھی کر لیا تھا، تب سے لے کر اب تک غزہ پٹی میں اسرائیلی فوج کی زمینی کارروائیوں اور فضائی بمباری میں 38,000 سے زیادہ لوگ مارے جا چکے ہیں، غزہ میں جنگ نے بڑے پیمانے پر تباہی مچائی ہے اور اس تنگ ساحلی پٹی کے 2.3 ملین لوگوں میں سے بیشتر کو بے گھر کر دیا ہے، اسرائیلی پابندیوں، لڑائی کی شدت اور امن و امان کی خرابی نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد کی کوششوں کو بھی محدود کر دیا ہے، جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر بھوک اور قحط کے خدشات جنم لے رہے ہیں۔ (ڈی ڈبلیو)

جرمنی میں دور تک مار کرنے والے امریکی ہتھیاروں کی تعیناتی

واشنگٹن میں نیٹو سربراہی اجلاس کے موقع پر جاری ہونے والے ایک بیان میں امریکہ اور جرمنی نے کہا کہ ایسی "ایپسوڈک تعیناتیوں" کی تیاریاں کی جا رہی ہیں، جس کے تحت طویل مدت تک ہتھیاروں کو برقرار رکھا جا سکے، اعلان کے مطابق امریکہ جرمنی میں طویل فاصلے تک مار کرنے کی والے ہتھیاروں کی تعیناتی سن 2026 میں شروع کر دے گا، ان ہتھیاروں میں ایس ایم-6 ٹوم ہاک اور تیار کیے جانے والے وہ ہائپرسونک ہتھیار شامل ہوں گے، جن کی رینج یورپ میں موجود فی الوقت ہتھیاروں سے کہیں زیادہ طویل ہوگی، یوکرین کا روسی حملوں کے خلاف مؤثر فضائی دفاع ناگزیر، جرمن چانسلر اس حوالے سے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ "ان جدید صلاحیتوں کے استعمال سے نیٹو کے تئیں امریکہ کی وابستگی اور یورپ کے لیے مضبوط ڈیٹرنس میں امریکی تعاون کی مظہر ہوں گی۔" (ڈی ڈبلیو)

جنوبی کوریا: سیم سنگ یونین کی غیر معینہ مدت کی ہڑتال

جنوبی کوریا کی معروف کمپنی 'سیم سنگ الیکٹرانکس' کے ملازمین کی نمائندگی کرنے والی ایک یونین نے بدھ کے روز اعلان کیا کہ اب اس نے "غیر معینہ مدت کی" ہڑتال جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس سے قبل نیشنل سیم سنگ الیکٹرانکس یونین (این ایس ای یو) نے تین روزہ ہڑتال کا اعلان کیا تھا، ٹیکنالوجی کی اس بڑی کمپنی کی تاریخ میں ملازمین کی جانب سے یہ سب سے بڑی ہڑتال ہے، کمپنی نے رواں برس کی دوسری سہ ماہی میں آپریٹنگ میں کافی کمی کی پیش گوئی کی تھی، جس کے بعد اس ہڑتال کا اعلان ہوا ہے، ملازمین کی یونین این ایس ای یو کا کہنا ہے کہ چونکہ کمپنی کی انتظامیہ نے بات چیت کے لیے آمادگی کا کوئی اشارہ نہیں دیا، اس لیے اس نے ہڑتال میں توسیع کا فیصلہ کیا۔ (ڈوئچے ویلے)

سربرینیکا قتل عام: 'میں اپنے شوہر کی صرف کھوپڑی دفنا سکی'

ہر برس جولائی میں سبر یجا ہیجڈ ریوک اپنے شوہر اور والد کی قبروں پر سربرینیکا آتی ہیں، وہ 1995 میں سرب افواج کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے تقریباً 8000 بوسنیائی مسلمان مردوں اور لڑکوں میں شامل تھے، 67 سالہ سبر یجا اب آسٹریلیا میں رہتی ہیں؛ لیکن ہر برس وہ سربرینیکا آتی ہیں اور یہ دورہ ان کے لیے بہت معنی بھی رکھتا ہے، تاریخ میں پہلی مرتبہ رواں سال مئی میں اقوام متحدہ میں منظور کی گئی قرارداد کے مطابق 11 جولائی کا دن 1995 میں ہونے والے قتل عام کی یاد میں گزارا گیا، ماضی میں ایسے دعوے منظر عام پر آتے رہے ہیں جن میں کہا گیا تھا کہ سربرینیکا میں ہونے والے قتل عام میں کسی ایک قوم کو ہدف نہیں بنایا گیا۔ (بی بی سی)

امریکہ کے ساتھ بالواسطہ جوہری مذاکرات جاری ہیں، ایرانی وزیر

ایران کے قائم مقام وزیر خارجہ علی باقری کنی نے کہا ہے کہ تہران اور واشنگٹن کے مابین عمان کے ذریعے بالواسطہ طور پر جوہری مذاکرات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے، علی باقری کنی کا یہ بیان ایرانی اخبار 'اعتماد' میں شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے کہا، "عمان کے ذریعے بالواسطہ مذاکرات تو ہو رہے ہیں؛ لیکن چونکہ یہ مذاکراتی عمل رازدارانہ طور پر ہو رہا ہے اس لیے اس کی تفصیلات نہیں بتائی جا سکتیں۔" اس بیان کے بعد پیر کو وائٹ ہاؤس کے ایک ترجمان نے کہا کہ امریکہ ایرانی صدر مسعود پزشکیان کی قیادت میں تہران کے ساتھ جوہری مذاکرات کی بحالی کے لیے تیار نہیں ہے، مسعود پزشکیان ایک اعتدال پسند سیاست دان ہیں، جو گزشتہ ہفتے ایران میں صدارتی انتخابات کا فیصلہ کن دوسرا مرحلہ جیتنے کے بعد ملک کے صدر منتخب ہوئے تھے، وہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ وہ ایک حقیقت پسندانہ خارجہ پالیسی کو فروغ دیں گے۔ (ڈی ڈبلیو)

ہومیوپیتھک فارماسسٹ کی 397 اسامیاں خالی

اتر پردیش ماتحت پبلک سروس سلیکشن کمیشن (UPSSSC) نے ہومیوپیتھی کے ڈائریکٹوریٹ، اتر پردیش میں ہومیوپیتھک فارماسسٹ کی 397 اسامیوں پر بحالی کے لیے اہل امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں، صرف وہی امیدوار جو ابتدائی اہلیتی ٹیسٹ 2023 میں شامل ہوئے ہیں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، صرف اتر پردیش کے اصل باشندوں کو ریزرویشن کا فائدہ ملے گا، دوسری ریاستوں کے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے۔ دلچسپی رکھنے والے امیدوار UPSSSC کی آفیشل ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 19/جولائی 2024 مقرر کی گئی ہے، درخواست کی فیس 25 روپے ہے، خواتین/معذور امیدواروں اور کھلاڑیوں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس آن لائن موڈ کے ذریعے ادا کرنا ہوگی، درخواست فارم میں ترمیم کرنے کی آخری تاریخ: 26 جولائی 2024 سرکاری ویب سائٹ: upsssc.gov.in

اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) 17727 اسامیوں پر بحالی کرے گا

اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) نے کمبائنڈ گریجویٹ لیول اکزامنیشن (سی جی ایل) 2024 کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، اس امتحان کے ذریعہ مرکزی حکومت کے مختلف محکموں اور اداروں میں 17727 بحالیاں کی جائیں گی، کمیشن کے مطابق یہ ممکنہ اسامیاں ہیں، ضرورت کے مطابق ان میں تبدیلیاں بھی ہو سکتی ہیں، گریجویٹ پاس نوجوان ان اسامیوں کے لیے اہل ہیں، آپ آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست فارم بھرنے کی آخری تاریخ 24/جولائی 2024 ہے، درخواست کی فیس 100 روپے، SC/ST زمرہ، خواتین اور معذوروں کے لیے مفت، آن لائن فیس کی ادائیگی کی آخری تاریخ 25/جولائی 2024، کمپیوٹر بیسڈ ٹائر-1 امتحان کی متوقع تاریخ ستمبر/اکتوبر 2024 ویب سائٹ: ssc.gov.in، ای میل: helpdesk-ssc@ssc.nic.in

اسسٹنٹ پروفیسر کی 1339 اسامیوں پر بحالی

بہار پبلک سروس کمیشن (BPSC) نے اسسٹنٹ پروفیسر کے 1339 اسامیوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، جس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 26 جولائی 2024 ہے، درخواست کی فیس زمرہ کے لحاظ سے، 25 سے 100 روپے قابل ادائیگی ہوں گے، ادائیگی آن لائن میڈیم کے ذریعے کرنا پڑے گا، مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ: www.bpsc.bih.nic.in پر جائیں۔

انجینئرز کی 10 اسامیوں کے لیے انٹرویو

آئی آئی ٹی حیدرآباد AI/ML انجینئر کے دس اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے انٹرویو کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اہل امیدوار اس نوٹیفکیشن کے مطابق درخواست دے سکتے ہیں، اس میں عہدوں کی کل تعداد 10 ہے، درخواست کی فیس امیدواروں کے کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2024 مقرر کی گئی ہے، مزید معلومات کے لئے دیئے گئے ویب سائٹ پر جائیں، ویب سائٹ: www.iith.ac.in، ای میل: coe@iith.ac.in-ai-cpm

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

داخلہ نوٹس

جو طالب علم انٹر Physics, Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس اور ڈگری کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں، پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار اور ڈگری کورس کی منظوری بہار یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسس (BUHS) پٹنہ سے مستقل منظور شدہ ہے، خواہش مند طلبہ پارامیڈیکل کے دفتر سے مبلغ -/700 روپے جمع کر کے داخلہ فارم لے سکتے ہیں، پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں Direct داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنائیں۔

نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں

6201503500, 99053554331,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا شبلی القاسمی	سید نثار احمد	ڈاکٹر فضیل احمد
(قائم مقام ناظم)	(قائم مقام سکریٹری)	(پرنسپل)
امارت شرعیہ	پارامیڈیکل	پارامیڈیکل

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کا استحکام وقت کی ضرورت: مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع کھگڑیا میں ہونے والا امارت شرعیہ کا 10 روزہ دعوتی واصلاحی دورہ اختتام پذیر

امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کی چھاؤں میں ہم زندگی گزارتے ہیں، اس پر ہمیں اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے، یہ سچی بات ہے کہ امارت شرعیہ ملت اسلامیہ کا قیمتی اثاثہ ہے، اس ادارہ کی تاریخ اپنی گوناگوں ملی خدمات کی وجہ سے زندہ وتابندہ ہے، جب بھی ملت اسلامیہ کوکوئی ضرورت پڑی ہے امارت شرعیہ نے پوری ذمہ داری اورایمانداری کے ساتھ کام کیا ہے، امارت شرعیہ کا نظام اج بھی موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی امارت وسرپرستی میں شریعت کے تحفظ اور ملت کی سربلندی کے لیے ہمہ وقت مستعد اور تیار ہے ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم اور وفد کے قائد مفتی محمد سہراب ندوی نے دورہ وفد کے تحت ہونے والے ضلع کھگڑیا کے پپرالطیف کے آخری پروگرام میں ایک جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے تعلیم کی اہمیت پر بھی زور دیا اور کہا کہ اسلام میں تعلیم کی اہمیت مسلم ہے جس سے ہر شخص واقف ہے لیکن افسوس ناک بات ہے مسلمان تعلیم میں اب تک پیچھے ہیں، انہوں نے مکاتیب اور اسکولوں کے قیام و استحکام کی طرف قوم کی توجہ مبذول کرائی، مولانا مفتی شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضا امارت شرعیہ نے کہا کہ اسلام ایک ابدی مذہب اور سرمدی اصول سے لہذا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر مکمل یقین کریں، خوف اور مایوسی کی نفسیات سے نکل کر اپنے حصے کا کام کرجائیں انہوں نے مسلمان کوایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی پرتوجہ دینے کی درخواست کی اور کہا کہ اس کے بغیر نہ انفرادی زندگی ٹھیک رہ سکتی اور نہ اجتماعی زندگی، جناب مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ گوگری کھگڑیا نے کہا کہ امیر شریعت کی اطاعت واجب ہے، بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے مسلمان خوش قسمت ہیں کہ انہیں امارت شرعیہ کے نظام کے تحت زندگی گزارنے کا موقع ملا ہوا ہے، انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے معاملات کوامارت شرعیہ کے دارالقضا میں الے کرآئیں اور دارالقضا سے جو تصفیہ ہوا سے قبول کریں، انہوں نے عوام سے ہمہ وقت امارت شرعیہ کی آواز پر لبیک کہنے کی بھی گزارش کی، اخیر میں قائدوفد جناب مفتی سہراب ندوی قاسمی کی رقت آمیز دعاء پرمجلس کا اختتام ہوا، واضح رہے کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت کے مطابق امارت کا شرعیہ کے ایک موقر وفد کا دس روزہ دورہ کھگڑیا 29 جون کوشروع ہواتھا، اورکل مورخہ 8 جولائی کودورے کا اختتام ہوا، اس دورہ وفد کے تحت ضلع کھگڑیا کے، سبل پور، قطب پورجلکوڑہ، سونیہار، مگھونا، چیراخیرا، ہسی، کڑوامو‌ڑ، چورلی، کھیرنیا، چھوٹی بلہا، علی نگر برہرا، دگھون، ملیا، مشکی پور، سلیم نگر، جھٹکیا، کاہریا، بھرت کھنڈ، رحمت پور، نیاٹولہ گوگری، اور پپرالطیف کے مساجد میں بہت اہم پروگرام ہوئے جن میں علاقے کے لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوئے، اور امارت شرعیہ سے اپنی قلبی وابستگی کا ثبوت دیا اس کے علاوہ جمعہ کے دن شہر کے مختلف مساجد میں وفد میں شامل علماء کرام کے خطابات بھی ہوئے، ان پروگراموں کوکامیاب بنانے کیلئے مولانا زین الحق قاسمی اور مولانا اسعد اللہ قاسمی مبلغین امارت شرعیہ نے بڑی محنتیں کیں، اللہ وفد کے برکات کوعلاقے میں ظاہر فرمائے۔

قوموں کا عروج، حسن عمل اور زوال بدعملی کی وجہ سے ہے: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

ستمل پور اور ناگر بستی میں ارکان وفد امارت شرعیہ کا پر مغز خطاب

آج ہماری صورتحال یہ ہے کہ ہمیں اپنے کیلنڈر اور ہجری تاریخ کا بھی علم نہیں، اگر اسلامی سال کے مہینوں کے نام پوچھے جائیں؛ تو اکثر لوگ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے اور اگر انگریزی تاریخ پوچھی جائے تو سب بتانے کوتیار ہیں، ایسا کیوں ہوا؟ ایسا اس لیے ہے کہ ہم نے اپنی تاریخ کولکھنا پڑھنا اور اسے برتنا چھوڑ دیا، جو چیزیں عمل میں رہتی ہیں، وہ زندہ و پائندہ رہتی ہیں اور جو عمل سے خارج ہو جاتی ہیں؛ وہ قصہ پارینہ بن جاتی ہیں، مسلمان اپنے اسلامی شعائر اور علامات کومضبوطی سے تھامے رہیں؛ ورنہ سارا کا سارا دین اپنے درمیان ہی اجنبی بن کررہ جائے گا اور ہم دوسری قوموں کی طرح اللہ کی پکڑ میں آجائیں گے، قوموں کا عروج حسن عمل اور زوال بدعملی سے ہے، اسی لیے ہم تمام پر فرض ہے کہ حسن عمل جس کے لیے اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے اسے اختیار کریں اور بدعملی سے بچیں! ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نے ضلع سمستی پور میں جاری امارت شرعیہ کے دعوتی واصلاحی پروگرام کے ایک اجلاس میں اپنے صدارتی خطاب کے موقع پر کیا، وہیں دوسری جانب جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ نے بنیادی دینی تعلیم اور اعلی عصری تعلیم کی اہمیت وفضیلت بتاتے ہوئے کہا کہ ہر گارجین پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کودین کی بنیادی باتیں سکھائے، اس کے سینوں میں تو حیدورسالت اور آخرت کے عقیدے کوبٹھائے، ہر ماں گھر کے اندراٹھتے بیٹھتے اپنے نونہالوں کواسلام کے احکام اور حضرات صحابہ، تابعین، بزرگان دین، اولیاء کرام اور اسلاف واکابر کے ایمان افروز واقعات سنائیں، بچوں کی چھوٹی بڑی غلطیوں پرفوراً تنبیہ کرے اس کے لیےضروری ہے کہ ہرآبادی میں دینی مکتب کا نظام مستحکم ہو، اسی کے ساتھ دوسری طرف اپنے بچوں کو برسرروزگار بنانے اور ملک میں باوقار زندگی گزارنے کے لیےضروری ہے کہ اعلی تعلیم کا انتظام کیا جائے، امارت شرعیہ کی یہ تحریک ہے کہ ہم آدھا پیٹ کھائیں؛ مگر اپنے بچوں کواعلی تعلیم سے آراستہ کریں؛ تاکہ وہ اس سرزمین پرآگے چل کرسربلندی کے ساتھ زندگی گزارسکیں، سمستی پوردارالقضا کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی امان اللہ قاسمی نے حالات حاضرہ اور مسلم معاشرہ پرگفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے یہاں تلک، جہیز اور بارات کا رواج جڑ پکڑ چکا ہے، جس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ آج رشتے بڑی تیری سے خراب ہورہے ہیں، زوجین اس کی برکتوں سے محروم ہوتے جاتے ہیں، جورشتے گناہ اور بے دینی کے ساتھ وجود میں آئیں گے، اس سے خیر کی امید نہیں کی جاسکتی، بات بالآخر طلاق اور خلع تک پہونچ جاتی ہے، اور دوخاندان تباہ ہوکر رہ جاتا ہے، آپ حضرات کوشش کریں کہ اس طرح کے مسائل کودونوں خاندان کے ذمہ داران حضرات بیٹھ کرخود سے حل کریں؛ اگر حل کی شکل نہ نکلے؛ تو امارت شرعیہ کی جانب سے قائم دارالقضاء کی جانب رجوع کریں، وہیں اس موقع پر وفد کے ایک معزز رکن جناب مولانا مفتی ارشد قاسمی استاد حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ نے اولاد کی دینی تربیت اور حقوق العباد پرتفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے ہرانسان پراس کے والدین، بیوی، رشتہ دار اور پڑوسیوں کے حقوق رکھے ہیں اوراس پرسب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے دینی ماحول سے اپنے اہل وعیال کوجہنم کی آگ سے بچائے، واضح ہو کے حضرت امیر شریعت کے حکم وہدایت پر گزشتہ 6/ جولائی سے 13 جولائی 2024ء تک ضلع سمستی پور کے مختلف بلاک وارث نگر، کلیان پور، پوسا فارم اور موروابازار کے اہم مسلم مواضعات کا اصلاحی ودعوتی دورہ جاری ہے؛ جہاں امارت شرعیہ کے علماء کرام اتحاد امت، دینی وعصری تعلیم، اصلاح معاشرہ اور موجودہ حالات میں امت کی ذمہ داریاں جیسے اہم عنوانات کواپنا موضوع سخن بنارہے ہیں، نظامت کے فرائض امارت شرعیہ کے قدیم مبلغ جناب مولانا ظہیرالحسن شمسی نے انجام دیے اور پروگرام کی ابتدا میں امارت شرعیہ کی سوسالہ گراں قدرخدمات کا تعارف کرایا جب کہ پروگرام کے انتظامی امور کو جناب مولانا محمد جمیل اختر رحمانی مبلغ امارت شرعیہ نے بحسن وخوبی انجام دیا، پروگرام کا اختتام حضرت قائد وفد مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی صاحب کی دعاء پر ہوا۔

امارت شرعیہ مسلمانوں کے دینی واجتماعی نظام کی ضامن: احمد حسین قاسمی مدنی

اسلام کے ارکان توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ دین کی بنیاد اورستون ہیں، یہ مکمل دین نہیں ہیں، مکمل دین قرآن کریم اوراحادیث نبویہ کے اندر تفصیل سے مذکور ہے، عقائد وعبادات کے علاوہ معاملات، معاشرت اور اخلاقیات بھی دین کے لازمی حصہ ہیں، ایک مسلمان پرضروری ہے کہ وہ ارکان اسلام پرعمل کرنے کے ساتھ اپنے اخلاق ومعاملات اور معاشرت کواللہ کے حکم اور نبی کے طریقے کے مطابق درست کرے، ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ پر، اس کی ذات وصفات پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ تمام آسمانی کتابوں پر، اس کے رسولوں اور نبیوں پر، قیامت کے دن پر، اچھی بری تقدیر پراورآخرت کے دن پر ہر حال میں پختہ اور کامل یقین رکھے، نماز اللہ تعالی سے تعلق قائم کرنے اور زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کے سامنے جھکنے کا نام ہے، روزہ تقوی اور پرہیزگاری کے حصول کا ذریعہ ہے، زکوۃ کا مقصد مال کواللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنے کا نام ہے، اسی طرح حج اور قربانی اللہ کے سامنے خودسپردگی کا نام ہے، اسلام کے ہر ایک رکن کے پیچھے اسی طرح بےشمار مقاصد اور حکمتیں پوشیدہ ہیں، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی پوسا فارم کی جامع مسجد میں اپنے خطاب کے دوران کہیں، حضرت قائد محترم نے مزید مقاصد شریعت اوراحکام دین کے نکات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ارکان اسلام کی پابندی دراصل ایمان پرثابت قدمی کا ذریعہ ہے، اس موقع پرامارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے امارت شرعیہ کے قیام کی تاریخ اوراس کے اغراض ومقاصد پرروشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ جب ملک میں انگریزوں کا تسلط ہوگیا اور مسلمانوں کی 700 سالہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمہ اللہ اوران کے رفقاء نے 26 جون 1921 عیسوی کوامارت شرعیہ کی بنیاد ڈالی؛ تاکہ مسلمانوں کے دینی ملی اور اجتماعی نظام کواس ملک میں جاری رکھا جاسکے اور مسلمان اپنے دین کے اجتماعی نظام سے محروم نہ ہوں، موصوف نے امارت شرعیہ کی حالیہ کارکردگی اوراس کی گراں قدرخدمات پرروشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ 100 سالوں سے اس تنظیم کے ذریعے مسلمانوں کے دینی ملی تعلیمی اور معاشرتی مسائل تواتر کے ساتھ حل کیے جارہے ہیں، الحمدللہ آج موجودہ امیر شریعت دامت برکاتہم کی سرپرستی میں امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات میں تیزی کے ساتھ قابل قدرترقی ہورہی ہے، موجودہ حالات کے تقاضوں کوسامنے رکھ کرنئے شعبے کا اضافہ بھی عمل میں آرہا ہے، موصوف نے کہا کہ امارت شرعیہ کا ایک عظیم مقصد اس ملک کے مسلمانوں کی زندگی میں شریعت اسلامیہ کے احکام کا اجراء ونفاذ ہے، جس کوبروئے کارلانے کے لیے دارالقضاء کا مبارک نظام جاری وساری ہے اسی کے پیش نظر دوسری جانب سوسالوں سے امارت شرعیہ مسلسل انفرادی واجتماعی طور پردعوتی واصلاحی دورے کا نظام چلارہی ہے جس میں امارت شرعیہ کے علماء ومبلغین تمام مسلم مواضعات میں جاکراسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں، آپ حضرات سے گزارش ہے کہ آپ ہرحالت میں امارت شرعیہ کی آواز پرلبیک کہیں اورایک امیر شریعت کی ماتحتی میں اپنی اجتماعی زندگی گزارتے ہوئے ایک امت اور جماعت کا عملی مظاہرہ پیش کریں، اس موقع پردارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ کے استاذ جناب مولانا مفتی ارشد قاسمی نے دینی وعصری تعلیم کی اہمیت وفضیلت پرتفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے نسل نوکوتعلیمی میدان میں آگے لانے اوراس کی دینی واخلاقی تربیت پرزوردیا، دارالقضا امارت شرعیہ سمستی پور کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی امان اللہ قاسمی نے حالات حاضرہ میں دارالقضاء کی اہمیت وفضیلت پرتفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مسلمان قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے عائلی مسائل کوحل کرائیں، جبکہ دوسری طرف اس موقع پرشہر سمستی پور کے عمائدین سے مختصر ملاقات کا نظام بنایا گیا اور حالات حاضرہ میں علماء وخواص کی بڑھتی ذمہ داریوں پرتبادلہ خیال کیا گیا، واضح رہے کہ امارت شریعہ کا اصلاحی ودعوتی عظیم الشان اجلاس پوسا فارم کی جامع مسجد میں اور متھراپور سمستی پور کی جامع مسجد میں بالترتیب منعقد ہوئے، ان دونوں اجلاس کی نظامت کے فرائض امارت شرعیہ کے مبلغ جناب مولانا ظہیرالحسن شمسی نے انجام دیے اوراپنی ابتدائی گفتگو میں امارت شرعیہ کے شعبے جات کا تفصیل کے ساتھ تعارف کرایا، وہیں جلسے کے انتظامی امور کوامارت شرعیہ کے مبلغ جناب مولانا محمد جمیل اختر الرحمن نے انجام دیا جلسے کا اختتام قائدوفد جناب مولانا مفتی ثناء الہدی قاسمی کی دعا پر ہوا۔

Scanned with CamScanner

کامیاب زندگی کا راز

قیصر محمود عراقی

اگر ہم کامیابی و ناکامی کی اصل وجوہات تلاش کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے پس پردہ انسانی سوچ ہے، جو انسان کو کامیاب و ناکام بناتی ہے۔ اگر آپ کاروباری کڑی سے تعلق رکھتے ہیں اور کامیاب بزنس مینوں میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں تو بادشاہوں والی سوچ پیدا کرنا بے حد ضروری ہے۔ جس طرح فقیر ساری زندگی مانگنے والی سوچ سے باہر نکل کر کامیاب نہیں بن سکتا، اسی طرح بزنس مین اپنی بہترین سوچ و خیالات سے اپنے حالات بدل سکتا ہے۔ کیونکہ انسان حالات کا نہیں، خیالات کی پیداوار ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ دنیا میں ایک جیسے دکھنے والے انسانوں میں کچھ غریب کچھ امیر کیوں ہوتے ہیں؟ اگر ساری دنیا کی دولت تمام انسانوں میں باہم تقسیم کر دیں تو آپ دیکھیں گے کچھ دنوں میں پھر سے کچھ غریب اور کچھ امیر ہو جائینگے۔ اس لئے کہ انسان کے سوچنے کے طریقے مختلف ہیں۔ آج دنیا میں ایک دلچسپ موضوع یہ ہے کہ کیسے کچھ لوگ امیر ہو جاتے ہیں، وہ کیا عوامل ہیں جس سے لوگ ساری زندگی غریب رہتے ہیں۔ کاروباری اور پیسے کی دنیا میں آپ کو دو طرح کے لوگ ملتے ہیں، ایک وہ جو غریبی سے امیری کے سفر میں بذات خود کٹھن حالات کا سامنا کرتے ہیں، یہ مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے رہتے ہیں اور اس سفر میں آنے والی پریشانیوں، مصیبتوں سے نہیں گھبراتے اور بالآخر یہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنی ساری عمریوں ہی گذار دیتے ہیں اور جب کامیابی ان سے ایک قدم دور ہوتی ہے تو یہ چند دائروں میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔ اگر ان دونوں کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو امیر اور غریب کا فرق آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے، بہت سے کام ہیں جن سے امیری اور غریبی کے فرق کی پہچان کی جاسکتی ہے۔ آئیں! امیر غریب کی ان نشانیوں کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

امیر آدمی کی زندگی پلاننگ اور مقاصد سے بھرپور ہوتی ہے، وہ زندگی مقاصد کے حصول کے لئے گزارتا ہے جبکہ غریب آدمی کی زندگی میں کوئی مقصد، کوئی وژن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ غریب آدمی زندگی کو نہیں بلکہ زندگی اسے گزار رہی ہوتی ہے اور امیر آدمی اپنی زندگی خود تخلیق کرتا ہے، یہ اپنے کام سے محبت کرتا ہے، نئے ایڈیا تلاش کرتا ہے، کتابیں پڑھتا ہے، امیر لوگوں سے ملتا ہے، ان کی عادتیں اپناتا ہے، ان سے کچھ نیا سیکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہ بڑے بڑے خواب دیکھتا ہے اور ان خوابوں کی تعبیر کے لئے کمر کس لیتا ہے، امیر آدمی ہمیشہ کمفرٹ زون سے باہر نکل کر کھیلنے کا عادی ہوتا ہے اور اس کے لئے وہ جلد آؤٹ ہو جانے سے بھی نہیں ڈرتا، یہ نئے کاروبار سیکھتا ہے اور خود پر نئی پروڈکٹ بنانے کی دھن سوار کر لیتا ہے، اس کے لئے یہ کسی بڑی برانڈ سے منسلک ہونے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ غریب آدمی جینے کے آسرے ڈھونڈتا ہے، یہ خواب تو دیکھتا ہے مگر یہ خواب بڑے نہیں ہوتے غریب آدمی کی سوچ کا دائرہ محدود ہوتا ہے، یہ ہمیشہ ہار جانے، ناکام ہو جانے اور رسک لینے سے خوف کھاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا کی تاریخ میں ایسا کوئی کامیاب انسان نہیں گذرا جس نے اول جیت میں کامیابی کے جھنڈے گاڑے ہوں، کامیابی خطرات مول لینے کے بعد ملتی ہے۔

امیر آدمی اپنے وقت کا درست استعمال کرتا ہے، یہ اپنے دل و دماغ میں بٹھا دیتا ہے کہ دنیا مواقعوں کا بازار ہے، یہاں سے جتنا مال خرید سکتے ہو خرید لو، یہ موقعوں کے اس بازار میں کسی سے حسد نہیں کرتا بلکہ اپنے سے زیادہ کامیاب لوگوں کی محفلیں تلاش کرتا ہے اور ان میں جُڑ جاتا ہے۔ یہ امیر لوگوں سے تعلقات بناتا ہے اور امیروں کے اس بازار میں ہر دکان سے کچھ نہ کچھ ضرور لیتا رہتا ہے، جب وہ بازار سے باہر آتا ہے تو اس کی کاروباری صلاحتیں نکھری ہوئی ہوتی ہے، یہ اپنی زندگی میں بہتری کی رمق محسوس کرتا ہے اور پھر یہ نئے راستوں پہ چل کر نئی منزلیں پا لیتا ہے، اس کے برعکس غریب آدمی موقعوں کے بازار سے خالی ہاتھ لوٹ آتا ہے، یہ ان مواقع سے فائدہ نہیں اُٹھاتا اور انہیں بے کار سمجھتا ہے۔ یہ بھی امیر لوگوں کی طرح بازار کو جاتا ہے مگر حسد کی آگ میں جل کر خاکستر لوٹتا ہے، یہ اپنی ساری توانائیاں حسد کرنے میں ضائع کر دیتا ہے، غریب آدمی کیونکہ ایک مخصوص دائرے تک سیکھتا ہے اس لئے یہ بڑی کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ امیر آدمی کی کامیابی کا راز اس کے آس پاس متعلقین ہوتے ہیں، یہ خوشحال لوگوں سے دوستی کرتا ہے، سازگار ماحول میں رہتا ہے، امیر لوگ ایسے ماحول سے ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں، جدوجہد کرنے، لڑنے، نہ گھبرانے، ہمت و حوصلے کی باتیں کرتے ہیں ایسے ماحول کے نتائج حیران کن ہوتے ہیں۔ یہ کامیاب سوچ کو جنم دیتے ہیں پھر انسان محدود سوچ سے بھی کامیابی کی طرف رواں ہو جاتا ہے اور آسانیاں اس کے ہم قدم چلتی رہتی ہیں۔ غریب لوگ کیونکہ زندگی کا ابتدائی وقت کھیل کود، سیر و تفریح، سونے اور غفلت میں گذار دیتے ہیں جس کی وجہ سے آنیوالی زندگی کولہو کا بیل بن کر رہ جاتا ہے۔ غریب آدمی محنت تو کرتا ہے لیکن اس کا محنت ''فیڈ بیک'' اسے نہیں ملتا، ایسے میں اسے مایوسی گھیر لیتی ہے اور پھر یہ اس مایوسی کی جال میں جکڑ کر رہ جاتا ہے۔ امیر اور غریب آدمی میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ امیر آدمی پیسے کو اہمیت دیتا ہے، یہ پیسے سے پیسے کماتا ہے، کچھ خرچ کرتا ہے، کچھ جمع کرتا ہے اور کچھ کاروبار میں لگا دیتا ہے جبکہ غریب آدمی پیسہ خرچ کرنے کے لئے کماتا ہے، یہ پیسے کو ہاتھ کی میل سمجھ کر واقعی ہاتھ کی میل کی طرح جیب سے صاف کر دیتا ہے، یہ فضول خرچی کو بھی اپنی سخاوت و دریا دلی سمجھ کر خوش ہوتا ہے، نہ خریدنے والی اشیاء کو اسٹاک کر لیتا ہے پھر ضروری چیزوں کے لئے پیسے کی محتاجی اسے کھا جاتی ہے، اس وجہ سے غریب آدمی اپنی آمدنی سے اپنی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے پاس اضافی بچت نہیں ہوتی۔

لہذا اگر آپ کامیاب زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اپنی سوچ بدلیں، اپنی سوچ بدلینگے تو حالات اپنے آپ مڑ جائینگے، پھر خیالات کا بدلنا انتہائی آسان ہو جائیگا۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

پریشانیوں سے مایوس نہ ہوں

ناموافق حالات سے مایوس ہو کر بیٹھ جانا، یقیناً بزدلی کی بات ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ذاتی مسائل کا فوراً حل نہ ملنے پر نوجوان پریشان ہو کر خود کو بے بس اور لاچار تسلیم کر لیتے ہیں، انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے اس طرح منفی سوچ رکھنے والے انسان کی کارکردگی پر برے اثرات پڑتے ہیں۔

مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر البرٹ ایلس کے مطابق ''لوگ اپنی خواہشات کو ہر حالت میں پوری کرنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں، جس کے سبب انہیں مختلف مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر نامور شخصیات کے ذریعہ خاص موقع پر اگر کسی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو وہ ایسا سوچنے لگتا ہے کہ لوگ انہیں ناپسند کرتے ہیں اس لئے ایسے وقت میں مایوسی سے بچنے کیلئے اپنے اندرون کی کمیوں پر غور و فکر کر کے جتنی جلد ہو سکے کوئی نہ کوئی مناسب حل ڈھونڈنا ضروری ہے۔ کسی بھی مقابلے میں ایک دو بار ناکام ہو جانے پر اعتماد کھونے کے بجائے مزید محنت اور لگن سے اپنی منزل کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ اپنے شروعات کی ناکامی سے اپنے دل میں ایسے خیالات ہرگز نہ آنے دیں کہ آپ میں صلاحیت کی کمی ہے یا آپ کچھ بہتر کرنے کے قابل نہیں ہیں یا آپ کو کوئی بڑی کامیابی نہیں ملے گی''

ہر انسان کے لئے اپنی شخصیت کو جاننا ضروری ہے۔ اگر آپ خود کو کمزور تصور کرتے ہیں تو آپ ایسے مقصد کو ہی پانے کی کوشش کریں جنہیں پانا آسان ہو، تاکہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد خود کو شاباشی دے سکیں۔ اکثر نوجوان اپنی قابلیت اور صلاحیت کو جانے بغیر ہی دوسروں کی دیکھا دیکھی اونچے اونچے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔ جب انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ملتی تو وہ اپنے آپ میں ٹوٹ کر بکھرنے لگتے ہیں۔ کچھ نوجوانوں کا خیال ہے کہ اگر وہ بچپن سے ہی کمزور ہیں اور پریشانی میں جلدی گھبرانے لگتے ہیں تو وہ اپنی اس کمزوری کا ذمہ دار اپنے والدین کو ٹھہراتے ہیں، جبکہ ان کی یہ سوچ بالکل بے بنیاد ہے۔ وہ اگر چاہیں تو خود کو بدل سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے انہیں سخت محنت کرنی ہوگی۔ ضرورت پڑنے پر شخصیت سازی کی تربیت ماہر نفسیات سے حاصل کر کے ذاتی، خاندانی اور سماجی میل جول کے علاوہ حوصلے و جذباتیت کو خود احتسابی سے بڑھایا جا سکتا ہے۔ مایوسی اور منفی سوچ سے بچنے کے لئے تنہائی، گوشہ نشیں اور اکیلے پن سے گریز کریں، اپنے آپ کو دوستوں اور گھر کے افراد کے ساتھ مشغول رکھیں۔ اپنی کسی پریشانی کو دل کے اندر چھپا کر گھٹ گھٹ کر جینے کے بجائے اس میں دوستوں اور اہل خانہ کو شریک کریں۔

بچوں کی تربیت میں والدین کا رول سب سے اہم ہوتا ہے ہر ایک والدین کو چاہیے کہ بچوں کی کسی خراب عادت پر اسے تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے ان کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی شرمیلی عادت ختم ہو، بلا وجہ ان کو غصہ نہ آئے اور ان کے دل میں مجرمانہ جذبات پیدا نہ ہوں۔ انہیں اپنے جذبات و خیالات کے اظہار کا پورا پورا موقع ملنا چاہیے اور ان کے مسائل کے حل کی کوشش بھی کرنی چاہیے، نیز والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے اندر خود اعتمادی کو پروان چڑھائیں۔ اگر اسی طرح بچپن سے ہی اس کی دیکھ ریکھ اور مناسب تربیت کی گئی تو امید ہے کہ بڑے ہو کر یہی نوجوان ملک و ملت اور قوم کے لئے باعث صد افتخار ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر اس کی تربیت سے بے اعتنائی برتی گئی، اس کی تعلیم کا معقول بندوبست نہ کیا گیا اور اسے شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا تو عین ممکن ہے کہ اس کی صلاحیتیں مفقود ہو جائیں اور وہ مجرمانہ فعل کے بھی مرتکب ہو جائیں۔ چونکہ یہی وہ نوجوان ہیں جن سے ملک و ملت اور قوم کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر یہ تعلیم سے آراستہ ہو گئے تو وہ ایک بہتر روشن خیال ہو کر ملک کی تعمیر میں معاون ہوں گے۔ اس لیے بھاگ دوڑ کی زندگی میں اپنے خیالات و جذبات اور رویے کو مثبت سمت دینے کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا انسانوں کو بالخصوص نوجوانوں کو کامیابی کے لئے سخت کوشی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ چونکہ امید کا دامن پکڑتے ہوئے زندگی کی حقیقت کو تسلیم کر کے مثبت قدم بڑھاتے رہنے کا نام ہی زندگی ہے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، انسان کو اللہ کے سامنے اپنے ہر عمل کے لئے جواب وہ ہونا ہے، پوری زندگی کے علاوہ جوانی کا حساب الگ سے دینا ہے، چونکہ جوانی میں انسان کے اندر بہت زیادہ طاقت ہوتی ہے اس وقت انسان کے دل میں امیدوں اور آرزوؤں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بھی موجزن ہوتا ہے۔ اگر انسان اس وقت ہوش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے جوانی کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق اگر جوانی کے لمحات کو صحیح مصرف میں لے آئے تو اس کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اس لئے جوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اس بیش قیمتی لمحات کی قدر کریں اور وہی عمل کریں جو اللہ کو خوش کرنے والا ہو، کیونکہ جوانی گزرنے کے بعد بہت افسوس ہوتا ہے اور اس وقت افسوس کرنا لا حاصل ہوتا ہے۔ جوانی کو گزرنی ہے وہ کسی طور گزر ہی جائے گی۔ اس لئے اگر ہم نے جوانی کی قدر نہ کی تو ہمیں بڑھاپے میں پچھتانا پڑے گا، ہو سکتا ہے ہم اس شعر کے مصداق ہوں

شباب جاتا رہا اور مجھے خبر نہ ہوئی
اس کو ڈھونڈ رہا ہوں کمر جھکائے ہوئے

(ماخوذ: ماہنامہ نور رامپور، ماہ ستمبر 2008)

Scanned with CamScanner

بیت المقدس ایک اور صلاح الدین ایوبی کا منتظر!

عادل سلیمان

بیت المقدس عالم اسلام ہی نہیں دنیائے عیسائیت کے لیے بھی غیر معمولی مذہبی اور روحانی اہمیت کا حامل مقام ہے۔مسلمانوں کے لیے اس کی اہمیت اس لیے بھی دو چند ہے کہ یہ شہر معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سفر اور مسلمانوں کی مذہبی علامت ہے۔عیسائی القیامہ چرچ کی وجہ سے بیت المقدس مذہب کی علامت قرار دیتے ہیں۔مگر گذشتہ نصف صدی سے یہ شہر غاصب صہیونی ریاست کے ناجائز تسلط میں ہے۔صہیونی دشمن نے جون 1967ء کی جنگ میں مشرقی بیت المقدس پر قبضہ جمایا جب کہ مغربی بیت المقدس پر صہیونی فوج نے سنہ 1948ء کی جنگ میں تسلط جمالیا تھا،سنہ 1967ء کی جنگ میں صہیونی فوج نے نہ صرف بیت المقدس پر قبضہ کیا بلکہ شام کے وادی گولان،مصر کے جزیرہ نما سیناء صنافیر اور تیران جزیروں،اردن کی مزارع شعبا اور جنوبی لبنان کے الغجر قصبے اور مغربی کنارے پر بھی غاصبانہ تسلط جمالیا،سنہ 1967ء کی جنگ کے بعد عرب۔اسرائیل کشمکش وسعت اختیار کرگئی۔ بیت المقدس اور فلسطین کے دوسرے علاقوں پر غاصبانہ تسلط جمانا عالمی صہیونی تحریک کا مقصد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صہیونی ریاست نے طاقت کا استعمال کرتے ہوئے بیت المقدس کے مغربی اور مشرقی دونوں حصوں پر تسلط کے بعد فلسطین کے دوسرے علاقوں پر بھی قبضہ جمالیا،پڑوسی ملکوں کی اراضی پر قبضے کے بعد صہیونی ریاست ماضی کی نسبت زیادہ ناقابل قبول ہوگئی اور اسے مشرق وسطیٰ کا بہت بڑا مسئلہ قرار دیا جانے گا۔عالمی برادری کی طرف سے بیت المقدس پر اسرائیلی قبضے کے خاتمے کے لیے کوئی موثر کوشش نہ کی گئی اور نہ ہی فلسطینی قوم کے مفاد میں کوئی موثر قدم اٹھایا گیا،عرب ممالک کی طرف سے ایک القدس کمیٹی قائم کی گئی جس کی قیادت مراکش کے فرمانروا کو سونپی گئی اور اس کا دفتر رباط میں بنایا گیا۔اس کمیٹی کے قیام کا مقصد بیت المقدس پر اسرائیلی ریاست کے غیر قانونی قبضے کے معاملے کو زندہ رکھنا،اس کے لیے کوششیں کرنا،شہر کی عرب اور اسلامی شناخت کا تحفظ کرنا،اسے یہودیانے اور صہیونی عبرانی ریاست کا دارالحکومت بنانے کی سازشوں کا سد باب کرنا تھا،بیت المقدس پر اولاد صہیون کے پچاس سالہ تسلط کے دوران عربوں نے القدس کے حوالے سے سیکڑوں ترانے اور نغمے تیار کیے اور گائے۔ ان گنت نعرے تیار بنائے اور لگائے گئے کہ ہم لاکھوں مسلمانوں کا لشکر لیے القدس پہنچ رہے ہیں،مسلمانوں کی کوششیں نعروں، بیانات اور کمیٹیوں تک محدود رہے جب کہ صہیونی ریاست بیت المقدس کو یہودیانے کے لیے عملی سازشوں میں دن رات سرگرم عمل رہی،اسرائیلی قبضہ صرف مشرقی بیت المقدس کے علاقوں پر نہیں بلکہ اس میں موجود تاریخی دینی مقامات جن میں مسجد اقصیٰ،قبۃ الصخرۃ،کنیسہ القیامہ پر قبضہ کرنے کے ساتھ دسیوں یہودی کالونیاں تعمیر کی گئی ہیں۔مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے اس کے نیچے سرنگوں کا جال بچھایا جارہا ہے اور نام نہاد ہیکل سلیمانی کی بنیادوں کی تلاش کے دوران مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کمزور کی جارہی ہیں، بیت المقدس میں رہنے والے فلسطینیوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا ہے۔ادھر چند مہینوں میں جاری جنگ کے نتیجہ میں فلسطین کے کئی علاقوں کو بموں اور راکٹوں سے تباہ کردیا گیا ہے ہزاروں فلسطینی شہید کردیئے گئے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے،اسرائیلی ریاست کی ناروا پابندیوں کے باعث مقبوضہ مغربی کنارے کے فلسطینی بھی نماز کے لیے بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ میں نہیں جاسکتے، یہاں تک کہ مقبوضہ مغربی کنارے کے علاقوں کو بھی یہودیانے کے لیے 'یہودا اور سامرا' کی اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے،اکتوبر سنہ 1973ء کے بعد صہیونی ریاست نے مشرق وسطیٰ کے ایک بڑے مسئلے سے خود کو نکالنے میں مصر کے ساتھ سمجھوتے اور سنہ 1993ء میں عارضی فلسطینی اتھارٹی کے قیام اور اوسلو معاہدے کے ذریعے اردن کے ساتھ بھی اپنے تعلقات کے قیام کی راہ ہموار کرلی،ایک طرف عرب ممالک نے صہیونی ریاست کے سات جنگ بندی اور مصالحت کی راہ اپنائی تو اس کیساتھ ہی فلسطین میں اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' جیسی دوسری فلسطینی مزاحمتی تنظیموں نے سر اٹھایا۔سنہ 2006ء میں صہیونی ریاست نے غزہ کی ناکہ بندی شروع کی اور ایک عشرے میں تین جنگیں مسلط کرکے تباہی اور بربادی کی نئی مثالیں قائم کی گئیں۔حتیٰ کہ معاملہ آج 'صدی کی ڈیل' نامی ایک نئی اور انتہائی خطرناک سازش تک پہنچ چکا ہے۔

بیت المقدس کی آزادی نہ تو آسان تھی اور نہ ہی آسان ہوگی مگر یہ ناممکن ہرگز نہیں۔ جب تک القدس پر صہیونی ریاست کا ناجائز تسلط قائم ہے فلسطینیوں کی روح مزاحمت بھی زندہ ہے۔گو کہ مزاحمتی قوتوں کو محصور کرکے صدی کی ڈیلیں طے کی جارہی ہیں۔کیا القدس کو آج کسی اور صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے جو جہاد کی روح بیدار کرے اور اللہ کے حکم سے القدس کو آزاد کرتے ہوئے اس میں داخل ہوئے،غزہ کی پٹی کا محاصرہ اور حماس کے گرد گھیرا تنگ کرنے میں صرف اسرائیل ہی نہیں بلکہ خطے کے دوسرے ممالک اور فلسطینی اتھارٹی بھی اس کار شر میں برابر کے شریک رہے۔ یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہوا جب خطہ کھا جانے والے بحرانوں کا شکار ہوگیا۔حماس پر دباؤ بڑھا تو اس نے غزہ کی پٹی سے دست کش ہونے اور انتظامی امور محمود عباس کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔حماس نے اپنی کم سے کم قومی امنگوں اور مطالبات پر قائم رہتے ہوئے حکومت سے الگ رہ کر اسرائیل کے خلاف مسلح مزاحمت جاری رکھنے کا فیصلہ کیا،اس سارے کھیل تماشے میں بیت المقدس کہاں ہے۔کیا بیت المقدس کی آزادی کا مطالبہ قائم ہے؟ اور کیا القدس کی آزادی ممکن ہے؟اس سے بھی اہم ترین سوال یہ ہے کہ بیت المقدس کو کون آزاد کرائے گا۔ جہاں تک عرب ملکوں کا تعلق ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔عرب حکمران اپنے اقتدار اور کرسیاں بچانے کے چکروں میں ہیں،کیا ہم صلاح الدین ایوبی کی واپسی کا انتظار کریں جو ہمیں بیت المقدس صلیبیوں کے بعد اب ایک بار صہیونیوں سے بھی آزاد کرا کے دے۔اگر یہ محض وہم اور خواب ہے تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ صلاح الدین ایوبی اور اس کے ہاتھ سے بیت المقدس کی آزادی ایک حقیقت تھی۔صلیبیوں نے ایک صدی تک القدس پر قبضہ جمائے رکھا اور کوئی وہاں مسلمان فاتح نہیں جا سکا یہاں تک کہ معرکہ حطین میں دو جولائی 1187ء کو صلاح الدین ایوبی بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ 20 ستمبر سے 2 اکتوبر 1187ء تک جاری رہا،اس کے بعد صلیبیوں جنگجوؤں نے صلاح الدین ایوبی نے مذاکرات کیے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے شہر میں موجود تمام آبادی کو ان کی جان ومال کی امان بخشی۔اس کے بعد یورپی بادشاہوں نے برطانوی شہنشاہ رچرڈ اول فرانسیسی فیلپ اگسٹس نے ستمبر 1191ء میں بیت المقدس کی طرف بڑھنے اور اس پر دوبارہ قبضے کی ناکام کوشش کی مگر صلیبیوں کی یہ پیش قدمی ناکام رہی۔

یہ لڑائی ایک سال تک جاری رہی جہاں تک کہ ستمبر 1192ء میں صلیبیوں کو ایک بار پھر مذاکرات پر مجبور ہونا پڑا اور القدس کو تینوں آسمانی مذاہب کے پیروکاروں کے لیے کھول دیا گیا۔

کیا عدالتی نظام میں اصلاحات ضروری ہیں

غلام غوث

عدالتی نظام میں اصلاحات کے مسئلہ پر بار کونسل آف انڈیا کے ایک پروگرام میں مسٹر چندر چوڑ، چیف جسٹس آف انڈیا نے کہا کہ آج کل قیدیوں کو ضمانت دینے کا معاملہ ایک اہم مسلہ بن چکا ہے۔ نچلی عدالتیں جنکا یہ کام ہے کہ جتنا ہوسکے قیدیوں کو غیر اہم کیسوں میں ضمانت دیں، وہ آجکل ہچکچاتی نظر آرہی ہیں۔اس لئے زیادہ سے زیادہ قیدی ہائی کورٹوں اور سپریم کورٹ میں جارہی ہیں۔آج سپریم کورٹ میں تین ہزار ضمانتی عرضیاں اور ہائی کورٹوں میں ایک لاکھ عرضیاں پڑی ہوئی ہیں۔آجکل جتنے قیدی جیلوں میں ہیں ان میں 70 فیصد under trials ہیں۔معلومات کی کمی اور رقم کی کمی کی وجہ سے کئی معصوم ابھی تک قید میں ہیں۔ ہر کسی کو چھوٹے چھوٹے کیس میں جیل میں ڈال دینا ایک معمول سا ہوگیا ہے۔غریب اور ناداروں کا حال تو بہت برا ہے۔کسی کو ان سے ہمدردی نہیں ہے۔ ہر سرکاری ملازم یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جیلوں میں بند کروایا ہے۔ ہندوستان میں جتنے جیل ہیں وہ قیدیوں کی تعداد کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔اگر کسی جیل میں ایک سو قیدیوں کی جگہ ہے تو وہاں 150 قیدیوں کو ٹھوس دیا جاتا ہے۔کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ ان قیدیوں پر کیا گذرتی ہے۔ سیاستداں جو حکومت میں ہیں اور جنکی یہ ذمہ داری ہے وہ انجان بنے رہتے ہیں۔اگر اس مسئلہ کو الیکشن مسئلہ بنادیا گیا تو شاید اس کا حل مل سکتا ہے۔بہتر ہے کہ اس مسئلہ کو الیکشن مینی فسٹو کا ایک حصہ بنادیا جائے اور سرکاری ملازموں کو سخت تاکید کردی جائے کہ وہ جہاں تک ہوسکے under trials کو چھوٹے چھوٹے جرائم پر قید نہ کروادیا جائے۔

آج بھی اگر ان قیدیوں کے معاملات پر فوری توجہ دی گئی تو آدھے سے زیادہ رہا ہوجائیں گے۔ان کی حالت زارا اگر دیکھنا ہو تو جیلوں کو جا کر دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عدالتوں میں کئی مقدمے دس سے بیس برس چلتے ہیں جس کے سبب کئی لوگ مقدمے لڑتے لڑتے مرجاتے ہیں یا وکیلوں کی فیس بھرتے بھرتے قلاش ہو جاتے ہیں۔اتنی مدت کے بعد اگر مقدمہ کسی نے جیت بھی لیا تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ سچ ہی تو کہتے ہیں Justice delayed is justice denied اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے۔اس کا علاج صرف یہ ہے کہ چھوٹے موٹے جرم اور مقدمے پولیس اسٹیشنوں میں ہی سلجھا لئے جائیں اور جہاں تک ہوسکے غیر ضروری کیسوں اور عرضیوں کو رد کردیا جائے۔اس کے ساتھ ایک قانون بنادیا جائے کہ جتنے بھی سیول کیس ہیں انہیں دو برس میں فیصلہ کردیا جائے اور بہت ہی اہم کیسوں میں انہیں ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کی اجازت دی جائے۔آجکل ہر کوئی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک اپنی اپیل لے کر جارہا ہے اور عدالتوں کا وقت برباد کررہا ہے۔ جہاں تک کریمنل کیسوں کا سوال ہے انہیں صرف تین سالوں کے اندر فیصلہ کردینا چاہیے اور صرف ایک سال میں فیصلہ کردینا چاہیے۔ ایڈوکیٹ حضرات کو دو سے زیادہ مرتبہ سنوائی کے لئے وقت adjournament نہ دیا جائے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ سب سے زیادہ مقدمے حکومت اور وقف بورڈ کی طرف سے داخل کیے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کے حکومت میں افسر خود سے فیصلے کرنے کے بجائے معاملات کو عدالتوں کی نظر کردیتے ہیں، وہ خود سے کئی معاملات میں فیصلے کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہی حال وقف بورڈ کے ملازموں کا ہے ہر عرضی پر وہ منفی انداز میں سوچتے ہیں۔ ہندوستان کے عام شہری جو 95 فیصد ہیں انہیں اس بات میں دلچسپی نہیں ہے کہ عدالتوں کی تعداد کم ہے، (بقیہ: صفحہ:۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں

مولانا ذکاوت حسین قاسمی

اسلام چوں کہ دین فطرت ہے اس نے انسان کی ہر شعبۂ حیات میں رہنمائی کی ہے، قسم کے بارے میں بھی اسلام اصول وضوابط بنایا ہے اور بتاتا ہے کہ کن چیزوں کی قسم کھانا درست ہے اور کن چیزوں کی قسم درست نہیں ہے، چنانچہ شارعِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے (جس نے اللہ کے علاوہ کسی شئ کی قسم کھائی تو گویا اس شئ کو حق تعظیم میں اس نے خدا کا ساجھی اور شریک ٹھہرایا) اس حدیث کی رو سے ان لوگوں کو ہوش سے کام لے کر سبق حاصل کرنا چاہیے جو بات بات میں غیر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبانوں پر یہ الفاظ رہتے ہیں۔ تیری جان کی قسم، روٹی روزی کی قسم، اولاد کی قسم، ماں باپ کی قسم، کعبہ کی قسم وغیرہ وغیرہ۔ اور ذرا بھی اس جرم وغلطی کا احساس نہیں ہوتا۔ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ کے علاوہ کسی بھی ذات کی قسم کھانے سے بالکل منع فرمایا ہے ''لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُم وَلَا بِالْأَنْدَاد'' (مشکاۃ ۲/۲۹۶) اے لوگو تم اپنے ماں باپ کی اور بتوں کی قسمیں مت کھایا کرو۔

کسی نبی یا رسول کی قسم کھانا! اگر کوئی شخص احترام وتعظیم کے خیال سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کسی اور نبی ولی اور دیندار ومتقی آدمی کی قسم کھائے تو بھی غیر اللہ کی قسم ہے جس کا کھانا بالکل جائز نہیں، اگر کسی نے ایسی قسم کھا بھی لی تو اس کا اعتبار نہیں ہے، البتہ غیر اللہ کی قسم پر توبہ واستغفار کرنا اور خدا سے معافی مانگنا ضروری ہوتا ہے، یہاں بھی توبہ واستغفار کرے۔

بکثرت قسم کھانا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم کا ارشاد گرامی ہے ''مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ'' (مشکاۃ ۲/۲۹۶) یعنی جس آدمی کو قسم کھانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ صرف اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ (قسم سے احتراز کرے)۔ حدیث پاک کے انداز واسلوب سے پتہ چلتا ہے کہ صرف ضرورت کے مواقع پر ہی قسم کھانا چاہیے اور وہ بھی صرف اللہ کے نام کی، اگر بغیر قسم کے کام چل سکتا ہے تو اس سے حتی الامکان بچنے کی سعی کرے اور قسم زبان پر نہ لائے بلکہ خاموش رہے۔ علمائے کرام کے یہاں جائز قسم (خدا کے نام کی قسم) کی کثرت بھی ناپسندیدہ ہے، بات بات میں خدا کا نام نامی قسم کے طور پر بولنے میں عظمت ورفعت باقی نہیں رہتی اور زیادہ قسم کھانے والے کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ وہ کسی عظیم الشان، جلیل القدر اور بے مثال ہستی کا نام ادا کر رہا ہے، کتنے ادب واحتیاط سے نام لینا چاہیے۔

جھوٹی قسم کھانا! سوچنے کی بات ہے کہ جب سچی قسم کا بلاضرورت اور کثرت سے کھانا ناپسندیدہ ہے تو جھوٹی قسم کھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے، بعض لوگ ناعاقبت اندیشی میں بروقت اپنا کام نکالنے کے لیے، تجارت ومنفعت کے لیے، لوگوں کو دھوکہ وفریب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے مبارک ومقدس نام کا سہارا لے کر جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں، ایک تو جھوٹ اور مکر وفریب سخت گناہ تھا ہی، اوپر سے خدا کے نام عالی کو اس جھوٹ سے ملا کر گناہ میں کتنی شدت پیدا ہوگی اس کا اندازہ کیجئے، جناب رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے کبیرہ گناہوں کو شمار کراتے ہوئے جھوٹی قسم کا بھی اہتمام سے تذکرہ فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ یہ بھی بڑا گناہ ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔

گناہ کرنے اور نیکی نہ کرنے کی قسم: آدمی اگر نیک کام کرنے کی قسم کھائے تو درست ہے؛ لیکن اس کے برعکس نیک کام نہ کرنے کی قسم کھانا ممنوع اور غلط ہے جیسے کسی نے قسم کھا کر کہا کہ میں لوگوں پر اپنا مال خرچ نہیں کروں گا، لوگوں میں صلح صفائی نہیں کراؤں گا، کسی کو یا فلاں شخص کو سلام نہ کروں گا، یا کسی نے گناہ کا کام کرنے کی قسم کھالی تو یہ بھی غلط ہے مثلاً فلاں کے گھر چوری کروں گا، فلاں آدمی کو نقصان پہنچاؤں گا، تو یہ سب قسمیں اگرچہ منعقد ہو جاتی ہیں اور شریعت میں ایسی قسموں کا اعتبار ہے لیکن ان قسموں کے بارے میں ساتھ ہی شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ ان قسموں کو پورا نہ کیا جائے؛ بلکہ فوراً توڑ کر ان قسموں کا کفارہ ادا کر دیا جائے اور نیک کام کرنے سے نہ رکے، اسی طرح گناہ اور برائی سے بچنے کی کوشش کرے، قرآن کریم کی یہ آیت اسی طرح کے پس منظر میں نازل ہوئی تھی: '' وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ (البقرہ:۲۲۴) یعنی مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ اپنی قسمیں کھانے کے لیے، کہ سلوک کرنے سے اور پرہیز گاری اور لوگوں میں صلح کرانے سے بچ جاؤ۔ اس آیت کے کئی شان نزول کتب تفسیر میں ملتے ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ مسطح نامی ایک شخص کا تعاون کیا کرتے تھے، لیکن کسی عارض کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کا تعاون نہ کرنے کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے کی قسم کھالی تھی، اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی تھی اور حکم دیا گیا کہ نیکی کے کام سے بچنے کے لیے اللہ کے نام کی قسم کو بہانہ مت بناؤ؛ بلکہ نیکی کرو، اسی طرح اگر کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھالی ہے یا غلط اور ناجائز کام کی نذر مان لی ہے تو اپنی اس قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرے اور گناہ سے بچے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے ''لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَكَفَّارَ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ (مشکاۃ ۲/۲۹۸) یعنی گناہ کے کام کرنے کی نذر وقسم جائز نہیں ہے (اس کو فوراً توڑ کر کفارۂ قسم ادا کرے۔

حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم: حرام چیز تو بندے کے لیے مطلقاً حرام ہے اس کو حلال کرنے کا اختیار بندے کو نہیں ہے لیکن جو چیزیں حلال ہیں ان کو اپنے اوپر حرام کر لینے سے حرام ہو جاتی ہیں، مثلاً کسی نے قسم کھالی کہ میں دودھ نہیں پیوں گا تو اس طرح حلال چیز حرام ہو جاتی ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں اس طرح کا ایک واقعہ بھی ہے جس کو علامہ ابن جریرؒ نے حضرت زید بن اسلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک روز صحابی رسول حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے گھر ان کی عدم موجودگی میں کوئی مہمان آ گیا، ان کی اہلیہ محترمہ نے ان کے گھر لوٹنے کے انتظار میں مہمان کو کھانا نہیں کھلایا، جب حضرت عبداللہؓ کو معلوم ہوا کہ اہلیہ نے مہمان کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا تو اہلیہ سے بیزاری اور ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، اہلیہ نے بھی ان کی یہ صورت حال دیکھ کر کھانا نہ کھانے کی قسم کھا ڈالی، مہمان نے دیکھا کہ اہل خانہ کھانا نہیں کھائیں گے تو اس نے بھی اسی طرح کی قسم کھالی۔ حضرت عبداللہؓ اس وقعہ سے بڑے فکرمند ہوئے اور خود اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''كُلُوا بِاسْمِ اللّٰهِ'' (چلو اللہ کے نام سے کھانا شروع کردو) کھانے کے بعد اس واقعہ کی خبر حضرت عبداللہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ''تم نے بالکل ٹھیک کیا''، یعنی قسم توڑ کر کھانا شروع کر دیا۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہؐ! گوشت کھانے سے میری شہوت میں اضافہ ہوجاتا ہے اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا ہے، ان واقعات کے پس منظر میں تب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا (المائدۃ:۸۷) یعنی اے ایمان والو! اللہ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حکمِ خداوندی سے تجاوز نہ کرد . (جمالین ۲/۲۲۹) اس آیت سے معلوم ہوا کہ حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم کھانا شرعاً معتبر ہے اور وہ چیز حرام ہو جاتی ہے؛ لیکن بلاضرورت ایسی نامناسب قسم کھانا ناپسندیدہ ہے، لہٰذا ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کر دیا جائے، خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی ایک قسم کھالی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ آپ ایسا نہ کیجئے اور ساتھ ہی ایسی قسم توڑنے کا بھی حکم فرمادیا ''قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُم'' (التحریم:۲) یعنی مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے: فقہائے کرام کے یہاں قسم کی تین قسمیں مشہور ومعروف ہیں (۱) قسم لغو: بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات میں بلاارادہ قسم کھاتے رہتے ہیں حتی کہ کچھ لوگ تو قسمیہ الفاظ کو اپنا تکیۂ کلام بنا لیتے ہیں اور ہر بات میں خدا کی قسم، اللہ کی قسم، بخدا وغیرہ الفاظ ان کی زبان پر چڑھے رہتے ہیں، یہ قسم لغو ہے، اسی طرح آدمی اپنے علم کے اعتبار سے کسی بات کو سچ سمجھ کر اس پر قسم کھا لیتا ہے حالاں کہ درحقیقت وہ بات اس کے علم کے مطابق نہیں ہے جیسے زید کے دہلی سے آنے کی قسم کھائی اور قسم کھانے والا یہی سمجھتا ہے کہ زید دہلی سے آچکا ہے، جب کہ زید دہلی سے آیا ہی نہیں تو اس قسم کو بھی لغو یعنی مہمل وغیر معتبر قسم کہتے ہیں، اس قسم پر نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ۔

(۲) **قسم غموس:** کسی گذشتہ بات پر قصداً جھوٹی قسم کھانا، یہ ''قسم غموص'' ہے، غموس کے معنی ہیں ''ڈوبنا'' آدمی جھوٹی قسم کھا کر گناہ میں ڈوب جاتا ہے، ایک تو جھوٹ اور پھر وہ بھی خدا کے نام مبارک کا سہارا لے کر، اس لیے ایسی قسم کھانا حرام وممنوع ہے اور گناہ کبیرہ ہے، ایسی جھوٹی قسم کھانے سے توبہ واستغفار لازم ہے، اس کا صرف یہی کفارہ ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اور کوئی کفارہ نہیں ہے، البتہ امام شافعیؒ کے یہاں اس قسم کا کفارہ بھی واجب ہے۔

(۳) **قسم منعقدہ:** زمانہ آئندہ میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا، یہ قسم معتبر ہے اور منعقد ہوجاتی ہے، اس قسم کو حتی الوسع پورا کرنا چاہیے، اس کے خلاف کرنے سے بھی ائمہ فقہ کے نزدیک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اس کے توڑنے پر گناہ بھی ملتا ہے۔ (مستفاد از جمالین شرح جلالین ۲/۲۳۰، دیوبند) ان مذکورہ تینوں قسموں کا ذکر قرآن مجید (البقرہ:۲۸۸ اور المائدہ:۸۹) میں موجود ہے۔

قسم توڑنے کا کفارہ: اگر کسی شخص نے اپنی قسم کے خلاف کام کیا تو اس کی قسم ٹوٹ گئی اور ایسے شخص پر قسم توڑنے کا جرمانہ لازم ہوگا، اسی جرمانہ کو شریعت کی اصطلاح میں ''کفارہ'' کہتے ہیں۔ یہ جرمانہ اور کفارہ مالی بھی ہوسکتا ہے اور بدنی بھی، مگر مالی کفارہ، مقدم ہے ہاں اگر مالی کفارہ نہ دے سکے تو بدنی کفارہ ادا کرے۔ **مالی کفارہ:** قسم کا کفارہ اپنے مال سے تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ (۱) دس مسکینوں اور غریبوں کو دونوں وقت اوسط درجے کا کھانا کھلانا، یا ہر مسکین کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار یعنی تقریباً پونے دو کلو گندم دے دینا، یا اتنے گندم کی ہر مسکین کو قیمت ادا کر دینا۔ **تنبیہ:** اس کفارے میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دو وقت کا دردسر کون ذمہ لے، بس ایک ہی وقت ایک دیگ پکا کر ۲۰/۳۰ محتاجوں کو کھلا دیا جائے کفارہ ادا ہو جائے گا، یاد رکھیے کہ اس طرح کفارہ ادا نہ ہوگا، اس کو بآسانی سمجھنے کے لیے ذیل میں منقول سوال وجواب ملاحظہ ہو:

سوال: آپ نے قسم توڑنے کا کفارہ بتایا ہے کہ دو وقت دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے، کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک دیگ پکا کر ایک ہی وقت میں بیس تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے؟ **جواب:** جی نہیں! اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا، کیوں کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا شرط ہے، اگر تیس آدمیوں کو ایک ہی وقت کھلا دیا، یا دس محتاجوں کو ایک وقت اور دوسرے دس محتاجوں کو دوسرے وقت کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوگا، بلکہ جن دس محتاجوں کو ایک ہی وقت کھلا دیا یا انہی کو دوسرے وقت کھلانا لازم ہے؛ ہاں یہ جائز ہے کہ دس محتاجوں کو دو دن صبح کا یا دو دن شام کا (درمیان میں ایک دن یا زائد کا وقفہ کر کے) کھانا کھلا دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۱۸۰، زکریا دیوبند) (۲) اگر کھانا نہ کھلانا چاہے تو دس محتاجوں کو کم از کم ستر چھپانے کی بقدر لباس یا پورا جوڑا یعنی ایک کرتا پائجامہ یا تہبند دیدینا۔ (۳) ایک غلام آزاد کر دینا۔

بدنی کفارہ: اگر مالی کفارہ ادا کرنے پر قدرت نہ ہو تو پھر تین روزے کفارۂ قسم کی نیت سے رکھنا، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ تینوں روزے مسلسل اور لگاتار رکھنے ضروری ہیں درمیان میں ناغہ اور وقفہ نہ ہونا چاہیے، اور اگر ان تین روزوں کے درمیان وقفہ ہوگیا اور مسلسل نہ رکھ سکا تو از سرِ نو یعنی دوبارہ تینوں روز لگاتار رکھنے ضروری ہوں گے، جب کہ حضرت امام شافعیؒ کے یہاں ان روزوں کو مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہے۔ (مستفاد از: جمالین ۲/۲۳۱)

قسم کی حفاظت ضروری ہے: ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ (المائدہ: ۸۹) یعنی یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو، اور حفاظت رکھو اپنی قسموں کو۔ قسم کی حفاظت یہ ہے کہ بےضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے یہ عادت اچھی نہیں، اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے، اور اگر کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ ادا کرے، یہ سب چیزیں حفاظت یمین (قسم کی حفاظت وخیال) میں داخل ہیں۔ (فوائد عثمانیہ برموضح فرقان ص ۱۶۲)

Scanned with CamScanner

نئے تعزیری قوانین پر نظر ثانی کی ضرورت

عاصم جلال

نوٹ بندی ہو، جی ایس ٹی ہو، 3؍زرعی قوانین ہوں، یا پھر جموں کشمیر کی تقسیم اوراس کا خصوصی درجہ ختم کرنے کا فیصلہ، مودی حکومت نے ہر بار یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نہ صلاح ومشورہ میں یقین رکھتی ہے نہ غور وخوض ضروری سمجھتی ہے۔گزشتہ دو میعاد میں پارلیمنٹ میں قوانین کے مسودوں کو جس طرح پیش کرکے پاس کروایا گیا وہ اس بات کا مظہر ہے کہ پارلیمنٹ میں انہیں پیش کیا جانا محض رسم کی ادائیگی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔گزشتہ 10 برسوں میں شاذ ونادر ہی ایسا ہوا کہ ایوان میں بحث کے دوران اراکین پارلیمان کی جانب سے ظاہر کئے گئے اندیشوں کا خیال رکھ کر یا دی گئی آراء کو خاطر میں لاکر کسی مسودہ قانون میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔پارلیمنٹ کے دوایوانوں اوران میں موجودتقریباً 800؍اراکین پارلیمان (لوک سبھا کے 542 اورراجیہ سبھا کے 245) کی بنیادی افادیت ہی یہ ہے کہ اگر کوئی قانون بنایا جائے تو اِتنے اذہان اُن پر غور کرلیں۔اُن لوگوں، علاقوں اور طبقات کے مفادات کو ذہن میں رکھیں جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں اوراس کی بنیاد پر مجوزہ قانون کو پرکھیں کہ وہ سودمند ثابت ہوگا یانہیں۔ایوان میں بتائیں کہ مجوزہ قانون کے کیا مثبت اور کیا منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں، وہ کتنا سودمند ہوگا اور کتنا نقصاندہ، اپنی جانب سے صلاح ومشورہ دیں کہ مسودہ میں کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے، اس کی بنیاد پر تبدیلیاں کی جائیں اور پھر ایسا قانون منظور ہو جس میں نقائص کے امکانات بہت کم رہ جائیں۔وزیراعظم مودی کی گزشتہ 10 برسوں کی حکومت میں ایسا ہوتا کبھی نظر نہیں آیا۔یہی وجہ ہے کہ اکثر فیصلوں پر اسے منہ کی کھانی پڑی۔

یکم جولائی سے نئے تعزیری، فوجداری قوانین کے نفاذ اور قانون شواہد کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ملک کے پورے عدالتی نظام کا انحصار بنیادی طور پر تعزیرات ہند (آئی پی سی) 1860ء، ضابطہ فوجداری (سی آر پی سی) 1973ء اور ہندوستانی قانون شواہد (انڈین ایویڈنس ایکٹ) 1872ء پر ہے۔اچانک حکومت کو خیال آیا کہ یہ قوانین تو انگریزوں کے دور کے ہیں اوران کی وجہ سے ہندوستانی نظام عدالت اب تک نوآبادیاتی دور کے زیراثر ہے۔بس پھر کیا تھا اسے اس اثر سے 'پاک' کرنے کیلئے مارچ 2020ء میں اس وقت جبکہ پورا ملک کورونا کی وبا اور لاک ڈاؤن سے جوجھ رہا تھا نیشنل لاء یونیورسٹی کے وائس چیئرمین کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی، فروری 2022ء میں اس نے اپنی تجاویزات کے ساتھ رپورٹ پیش کی اور 11؍اگست 2023ء کو وزیر داخلہ امیت شاہ نے 'بھارتیہ نیائے سنہیتا (بی این سی) 2023ء، بھارتیہ ناگرک سُرکشا سنہیتا 2023ء، اور بھارتیہ ساکش بل 2023ء کی شکل میں پارلیمنٹ میں آئی پی سی، سی آر پی سی اور ایوڈنس ایکٹ کے ''بھارتیہ متبادل'' کے طور پر پیش کئے۔اتنی بڑی تبدیلی سے قبل بڑے پیمانے پر ماہرین سے اور عوامی صلاح ومشورہ پر زور دیا گیا۔اس پر توجہ نہ دیتے ہوئے محض خانہ پری کے طور پر بل کو 18؍اگست 2023ء کو امور داخلہ سے متعلق پارلیمانی کمیٹی کے پاس بھیج دیا گیا مگر کمیٹی میں موجود اپوزیشن کے اراکین کے اعتراضات کو خاطر میں نہیں لایا گیا اور چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ 12؍دسمبر 2023ء کو انہیں دوبارہ پارلیمنٹ میں نہ صرف پیش کیا گیا بلکہ ایوان میں واضح اکثریت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اپنے مخصوص انداز میں کسی بحث مباحثہ کے بغیر ''آناً فاناً'' پاس بھی کروالیا گیا۔اتنے اہم قوانین کس طرح منظور کرائے گئے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس وقت یہ تینوں بل پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں منظور کروائے گئے اس وقت اپوزیشن کے 143؍اراکین معطل تھے۔ایسا پہلی بار ہوا کہ بیک وقت اتنے اراکین پارلیمان کو معطل کیا گیا ہو۔یعنی ضروری صلاح ومشورہ اور غور وخوض کے بغیر تینوں قوانین پاس کرالئے گئے اوراب انہیں نافذ بھی کرنے کی تیاری کی جارہی ہے۔

وزیراعظم مودی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تاریخ میں اپنی ایسی چھاپ چھوڑ جانا چاہتے ہیں کہ ان کا نام رہتی دنیا تک رہے۔وہ مسلسل نہرو جیسے قدآور لیڈروں پر تنقیدیں شاید اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کا قد نہرو سے بلند محسوس ہو۔ملک کے تعزیری اور فوجداری قوانین کا ''بھارتیہ متبادل'' پیش کرنے کے پیچھے بھی یہی مقصد نظر آتا ہے۔جن قانونی ماہرین نے ''آئی پی سی''، ''سی آر پی'' اور ''ایویڈنس ایکٹ'' اوران کے ''بھارتیہ متبادل'' کا تقابلی جائزہ لیا ہے ان کے تاثرات کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کام تو مذکورہ قوانین کے نام 'بھارتیہ' کرکے اوران میں ترمیم کرکے بھی چلایا جاسکتا تھا۔قانونی ماہرین بتاتے ہیں کہ مودی حکومت کے تیار کئے گئے تینوں قوانین ''آئی پی سی''، ''سی آر پی'' اور ''ایویڈنس ایکٹ'' کا ہی چربہ ہیں۔انوپ سریندر ناتھ اور نکیتا وشوناتھ نے انڈین ایکسپریس میں اپنے حالیہ مضمون میں نشاندہی کی ہے کہ ایک طرف 75؍فیصد دفعات دفعہ نمبر کی تبدیلی کے ساتھ حرف بہ حرف وہی ہیں جو سابقہ قوانین میں تھیں وہیں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ پولیس کو غیر معمولی اختیارات دیتے ہوئے شہری حقوق پر قدغن لگانے کے مترادف ہیں۔

کانگریس کے سینئر لیڈر منیش تیواری جو وکیل بھی ہیں، نے نشاندہی کی ہے کہ آئی پی سی کی 511؍دفعات میں سے صرف 24؍دفعات کو حذف کیا گیا ہے اور 23؍نئی دفعات شامل کی گئی ہیں۔اسی طرح قانون شواہد (ایویڈنس ایکٹ) کے تمام 170؍سیکشن بھارتیہ ساکش ایکٹ 2023ء میں جوں کے توں ہیں۔ ضابطہ فوجداری (سی آر پی سی) کی بھی 95؍فیصد دفعات کو 'کٹ اور پیسٹ' کرکے بھارتیہ ناگرک سُرکشا سنہیتا 2023ء تیار کرلیا گیا ہے۔اس طرح اگر یہ کہیں کہ نئے قوانین میں نیا صرف نام اور چند سیکشن ہیں جو گھٹائے اور بڑھائے گئے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔البتہ سب کچھ بدلا بدلا سا نظر آئے اس لئے سیکشن کو یہاں سے اٹھا کر وہاں ضرور کردیا گیا ہے۔یعنی ان کے نمبر بدل دیئے گئے ہیں۔مثال کے طور پر قتل کیلئے اگر تعزیرات ہند میں دفعہ 302؍تھی تو ''بھارتیہ نیائے سنہیتا'' میں یہ 101؍ہے۔قانون جاننے والوں کے مطابق سیکشن کا نمبر بدلا ہے مگر جرم کی جو تعریف اور سزا کی جو تجویز 302؍تھی وہی بی این ایس کے 101؍میں بھی ہے۔نئے قوانین میں شامل کی گئی نئی دفعات کے ذریعہ پولیس کو ایف آئی آر کے اندراج سے لے کر ریمانڈ تک جو غیر معمولی اختیارت سونپ دیئے گئے ہیں وہ پریشان کن ہیں۔اس معاملے میں سپریم کورٹ کے سابقہ فیصلوں کا بھی احترام نہیں کیا گیا۔مثال کے طور پر سپریم کورٹ اپنے ایک فیصلے میں دوٹوک انداز میں پولیس کو 'ایف آئی آر' کے اندراج میں آنا کانی نہ کرنے کی ہدایت دے چکا ہے مگر نئے قوانین میں پولیس افسر کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ 3 سے 7 سال تک کی سزا والے جرائم میں ''ابتدائی جانچ'' کے نام پر ایف آئی آر کے اندراج کو ٹال سکتے ہیں۔اسی طرح یواے پی اے کی جن دفعات پر مقدمہ چلانے کیلئے اب تک حکومت کی اجازت ضروری ہوتی تھی، وہی یا ویسی ہی دفعات نئے تعزیری قوانین میں شامل کرکے پولیس افسران کو ان کے استعمال کی کھلی چھوٹ دیدی گئی ہے۔سپریم کورٹ نے ''غداری'' کے قانون کو ختم کردیا تھا مگر نئے قوانین میں چور دروازے سے اسے واپس لایا گیا ہے اوراس کی تعریف میں ملک کے ''اتحاد اور سالمیت'' کو شامل کرکے پولیس کو جو اختیارات دے دیئے ہیں ان کی بنیاد پر کل فرقہ ورانہ فساد کے کیس میں یا حکومت کے خلاف احتجاج کی صورت میں بھی مذکورہ دفعات کے تحت ملک کے کسی بھی شہری کو ماخوذ کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح نئے قوانین کے تحت جہاں پولیس ریمانڈ کی مدت میں اضافہ کیا گیا ہے وہیں چارج شیٹ فائل کرنے کیلئے مہلت بھی بڑھادی گئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وکیلوں اور سابق نوکرشاہوں کی بڑی تعداد کھل کر نئے قوانین کے نفاذ کی مخالفت کررہی ہے۔سپریم کورٹ میں ایک سے زائد پٹیشن داخل کی جاچکی ہیں، تمل ناڈو، کرناٹک، مغربی بنگال اور دیگر کئی ریاستیں اپنی تشویش کا اظہار کرچکی ہیں۔قانونی ماہرین متنبہ کررہے ہیں مگر حکومت اپنے طرز حکمرانی پر قائم رہتے ہوئے کسی کو قابل توجہ نہیں سمجھ رہی ہے۔معروف وکیل کپل سبل نے متنبہ کیا کہ ''اگر یہ قوانین نافذ کئے گئے تو یہ نوآبادیاتی دور کے قوانین سے بھی بدتر ثابت ہوں گے۔'' معروف وکیل اندرا جے سنگھ جنہیں ملک کی پہلی ایڈیشنل سالیسٹر جنرل آف انڈیا کے عہدہ تک پہنچنے کا اعزاز حاصل ہے، نے بھی آگاہ کیا ہے کہ اگر نئے تعزیری قوانین کو جوں کا توں نافذ کیا جاتا ہے تو ملک کے شہری وہ بنیادی حقوق کھودیں گے جو انہوں نے سپریم کورٹ میں مختلف مقدمات کے فیصلوں کے ذریعہ گزشتہ 50؍برسوں میں جیت کر حاصل کئے ہیں۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سابقہ غلطیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس ضمن میں اٹھنے والی آوازوں پر توجہ دی جاتی مگر وزیراعظم مودی کی قیادت والی حکومت سے اس کی امید نہیں کی جاسکتی جس نے من مانے طریقے سے مذکورہ قوانین پاس کرائے ہیں۔البتہ اب اس کے پاس وہ واضح اکثریت نہیں ہے جس کے بل پر اس نے قوانین کو پاس کروایا تھا۔حکومت جنتادل متحدہ اور تیلگو دیشم پارٹی کی بیساکھیوں کی محتاج ہے۔یہ دونوں پارٹیاں اہم رول ادا کرسکتی ہیں اوراس بات کو یقینی بناسکتی ہیں کہ مذکورہ قوانین کو ایک بار پھر پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے، ان میں موجود خامیوں کو دور کیا جائے، شہری حقوق پر لگام کسنے کی جو کوششیں ان قوانین میں کی گئی ہیں انہیں دور کیا جائے۔اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو یہ ملک کے عدالتی نظام کیلئے فال نیک اور اُس تبدیلی کے عین مطابق ہوگا جو عوام نے اپنے فیصلے میں سنائی ہے مگر ٹی ڈی پی اور جے ڈی یو سے اس کی امید کم ہی ہے۔

سورہ کہف کی فضیلت واہمیت

ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورہ کہف ضرور پڑھا کریں اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لیتا ہے اس کیلئے اس جمعہ سے آنیوالے جمعہ کے درمیان (پورے ہفتہ میں) ایک نور روشن رہے گا (مشکوۃ جلد۱، صفحہ۱۸۹) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ''جو شخص جمعہ کی رات سورہ کہف پڑھ لیتا ہے، اس کے لئے اس کی جگہ اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان ایک نور روشنی بخشتا رہتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورہ کہف جس طرح اتری ہے اسی طرح (صحیح طریق پر) پڑھ لی تو اس کی جگہ اور مکہ کے درمیان وہ ایک (ضیا پاش) نور بنی رہتی ہے اور جو شخص اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اگر دجال (اس کی زندگی میں) نمودار ہوگیا تو وہ اس شخص پر مسلط نہ ہوسکے گا (یعنی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا) (سنن الکبری للبیہقی) ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی اوّل تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔(مسلم) (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

بقیہ: کیا عدالتی نظام میں اصلاحات ضروری ہے ....

ججوں کی تعداد کم ہے ججوں کے لئے کمرے نہیں ہیں، ججوں کو سہولتیں نہیں ہیں، وکیلوں کو سہولتیں نہیں ہیں، وغیرہ وغیرہ وہ تو بس یہی چاہتے ہیں کہ ان کے مقدمے جلد سے جلد فیصلہ ہو جائیں اور انہیں برسوں عدالتوں کے چکر لگانے سے بچ جائیں۔

جن ریاستوں میں بی جے پی اقتدار میں ہے وہاں ایسے کیس سامنے آرہے ہیں جن میں معصوم مسلمانوں پر مقدمے دائر کیے جارہے ہیں اور انہیں جیلوں میں سڑایا جارہا ہے۔ 2020 کے سنس کے مطابق ہندوستان میں مسلمان 14.2 فیصد ہیں مگر جیلوں میں ان کی تعداد 19.1 فیصد ہے۔ ڈاٹا بتارہا ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں جو under trials ہیں ان میں 19.5 فیصد مسلمان ہیں اور جو convicts ہیں ان میں 17.4 مسلمان ہیں۔ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان میں مسلمان 30% ہیں او جو دوسرے سیول قیدی ہیں ان میں 57.2 فیصد بھی مسلمان ہیں۔ آسام میں سب سے زیادہ مسلمان undertrials ہیں اور convicts ہیں اس کے بعد نمبر آتا ہے مغربی بنگال کا (33 فیصد convicts اور under trials 43.5%)۔ ہریانہ میں 2020 میں سب سے زیادہ گرفتار ہوئے لوگوں کی تعداد مسلمانوں کی ہے۔ اس کے لئے غریبی، بے روزگاری۔ لاعلمی اور حکام کا تعصب ذمہ دار ہے۔ رپورٹ کے مطابق زیادہ تر مسلمان جسمانی وارداتوں جیسے قتل، قتل کرنے کی کوشش اور مار دھاڑ کے معاملوں میں زیر حراست ہوتے ہیں جذباتی مسلم نوجوان بات بات پر مار دھاڑ پر اتر آتے ہیں اور پولیس کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں مسلمانوں کی گرفتار شدہ 65.5% اکثریت اٹھارہ اور تیس سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔ اتر پردیش میں 20 فیصد convicts 28.3% under trials اور 50% گرفتار شدہ مسلمان ہیں۔ کئی ریاستوں میں حکام مسلمانوں کو تعصب کے سبب نشانا بناتے ہیں۔ خاص طور پر ان مسلمانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے جن پر پہلے کوئی کیس ہوتے ہیں۔ ایسا جان بوجھ کر کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کو سبق سکھایا جائے۔ عام خیال یہ بن گیا ہے کہ زیادہ تر وارداتوں میں مسلمانوں ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ 12 فیصد پولیس کا خیال ہے کہ سب سے زیادہ کرائم مسلمان ہی کرتے ہیں۔ سروے بتاتا ہے کہ صرف 6.7% مسلمان پولیس میں ملازمت کرتے ہیں۔ صرف تین ریاستوں آندھرا، منی پور اور انڈمان نیکوبار میں مسلمانوں کی پولیس میں تعداد ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ ہے۔ دنیا بھر کی جیلوں میں مسلمان قیدیوں کا فیصد زیادہ ہے۔ یہ ایک سروے رپورٹ کا خلاصہ ہے۔

سپریم کورٹ کے ایڈوکیٹ مسٹر سنجے ہیگڑے کے مطابق مسلمان، دلت اور نچلے طبقات کے قیدی بیل لینے کے لئے اور خود کو معصوم ثابت کرنے کے لئے نہ تو مالی طور پر اچھے ہیں اور نہ ہی معلومات کے لحاظ سے۔ زیادہ تر مسلمان قیدی یا تو ان پڑھ ہیں یا نیم تعلیم یافتہ۔ 41% مسلم گھرانے والے قیدیوں کے گھروں میں صرف ایک شخص کمانے والا ہوتا ہے اور وہ بھی جیل میں ہوتا ہے۔ ہندوستان کا سپریم کورٹ 1950-01-28 میں قائم ہوا پہلے اسے ''فیڈرل کورٹ آف انڈیا'' کہا جاتا تھا جو انگریزوں نے 1852 میں قائم کیا یہ مدراس، بمبئی اور کلکتہ میں قائم ہوئے تھے 1861 میں انہیں ہائی کورٹ کا نام دیا گیا حال میں کچھ اڈوکیٹوں نے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ کی شاخیں دوسری ریاستوں میں بھی قائم کی جائیں۔ مگر اس مطالبہ پر ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ سپریم کورٹ چونکہ دہلی میں ہے۔ اس لئے غریب اور عمر رسیدہ لوگ اتنی دور نہیں جاسکتے اور نہ ہی اڈوکیٹوں کی فیس برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لئے اس کی شاخیں اگر دوسری اہم ریاستوں میں بنادی گئیں تو عوام کو انصاف حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ 2009 میں لا کمیشن نے مشورہ دیا کہ سپریم کورٹ کی شاخیں دہلی، کلکتہ، چینئی اور ممبئی میں قائم کئے جائیں۔ 2019 میں ہندوستان کے نائب صدر مسٹر وینکیا نائیڈو نے بھی یہی سفارش کی تھی۔ مگر یہ معاملہ ابھی تک زیر التوا ہے پہلے پہلے سپریم کورٹ کے جوں کی تعداد 8 تھی مگر اب ان کی تعداد 34 ہے۔ 1.10.2021 کو سپریم کورٹ میں 69,922 کیس زیر سماعت ہیں اور ان کی سنوائی کے لئے کافی وقت لگ سکتا ہے۔ اس دوران لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے وہ وہی بتا سکتے ہیں۔ اس پر توجہ دینا ضروری ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ ملک کے ایسے مسائل پر بھی آواز اور قلم اٹھائیں۔

Assalamo Alaikum Warahmatullah Wabarkatuhu

UMRAH 2024 / 1446H PACKAGES

Note: All the rates below are per person in Indian Rupees (INR) Fixed Rates

PAT-DEL-JED / JED-DEL-PAT DIRECT FLIGHT

(16 DAYS), DEPARTURE 27th JULY 2024, ARRIVAL 11th AUG. 2024

PKG. CODE	HOTEL IN MAKKAH	HOTEL IN MADINA	QUAINT	QUAD	TRIPPLE	DOUBLE
GOLDEN DLX	OLIYAN PALACE OR SIMILER	BARKHA MAWADDA OR SIMILAR	90000/-	93000/-	102000/-	115000/-

IndiGo

PACKAGE INCLUDES:
1. ECONOMY TICKET PAT-DEL-JED / JED-DEL-PAT RETURN
2. UMRAH VISA AND INSURANCE
3. ACCOMODATION IN 3* HOTEL
4. FOOD (BREAKFAST + LUNCH + DINNER)
5. COMPLETE TRANSPORT BY AC BUS
6. LOCAL ZIYARAT (MAKKAH & MADINAH)
7. LAUNDRY AND ZAM ZAM 5 Ltr. PACK

ELIGIBILITY FOR TRAVEL :
1. VALID PASSPORT WITH MINIMUM SIX MONTHS VALIDITY DATE OF TRAVEL
2. MINIMUM AGE OF TRAVEL 0 YEAR.
3. ALL RESERVATION POLICIES AND PRICING ARE IN LINE WITH GUIDLINES OF SAUDI MINISTRY AND IN CASE OF ANY CHANGES AND ACTUAL INCREASE SERVICE / COST (IF ANY) WOULD BE APPLICABLE.

Note: IF SAUDI GOVT. CHANGE ANY RULES OF UMRAH SUDDENLY COMPANY WILL NOT BE RESPONSIBLE

For More Details, Contact: 9955065689/9304895612

HUFFAZ TOUR & TRAVELS

SHOP NO. 47, 2ND FLOOR, HAJI HARAMAIN MARKET, NEAR THANA GOLAMBAR, PHULWARI SHARIF, PATNA, BIHAR-801505

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۴۵/۳۱۷/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول)

ریحانہ خاتون بنت محمد نعیم مقام بنیاں وارڈ نمبر ۱۰/ڈاکخانہ بنیاں بلاک سرائے گڑھ ضلع سوپول۔ فریق اول

بنام

محمد رحمت ولد محمد قاسم مقام بنیاں وارڈ نمبر ۱۰/ڈاکخانہ بنیاں بلاک سرائے گڑھ ضلع سوپول۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ آٹھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد ضلع سوپول میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۹/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۴ء روز پیر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۸۲/۱۹۰۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا مغربی چمپارن)

زلیخا خاتون بنت شمس الہدیٰ مقام میگھول مٹھیا ڈاکخانہ مٹھیا بلاک رام نگر ضلع مغربی چمپارن۔۔۔ فریق اول

بنام

عالمگیر میاں ولد سیف اللہ میاں مقام پچھی پور ڈاکخانہ مڑلی پرسونی بلاک بیناٹانڈ ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق یکم اگست ۲۰۲۴ء روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۷/۲۲۸۲/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

اجمعین خاتون بنت محمد انور انصاری، مقام چھوٹی بلیا، مسورچک وارڈ ۱۸، ڈاکخانہ لکھمنیاں، ضلع بیگوسرائے۔۔ فریق اول

بنام

محمد ثاقب انصاری ولد محمد معین الدین، مقام امور باڑی اسلام پور، ڈاکخانہ دیناجپور، ضلع سلی گوڑی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت یکم صفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۶/اگست ۲۰۲۴ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۴/۲۴۹/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، پورنیہ)

امرانہ بیگم بنت محمد عارف، مقام مکھیلی، ڈاکخانہ دھنیٹھ، ضلع کٹیہار، پن کوڈ-854104۔۔ فریق اول

بنام

محمد رشید، مقام وڈاکخانہ لامعلوم، ضلع راجستھان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ اسلامیہ عربیہ بھوانی پور راجدھام، ضلع پورنیہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۱/اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۶/صفر المظفر ۱۴۴۶ھ روز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

طب وصحت

فیٹی لیور اسباب اور علاج

جگر جسم کا دوسرا سب سے بڑا عضو ہوتا ہے۔ یہ کھانے پینے کی چیزوں سے متعلق غذائی اجزاء کو پروسس کرنے میں مدد کرتا ہے اور خون سے مضر مادوں کو فلٹر کرتا ہے۔ جگر میں بہت زیادہ چربی جمع ہونا جگر کی سوزش کا سبب بن سکتی ہے، جو جگر کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور داغ (فائبروسس) پیدا کرسکتی ہے۔ سنگین معاملات میں، یہ داغ جگر کی خرابی کا باعث بن کر سائروسس بن سکتا ہے۔ اور بات لیور فیلیئر تک پہنچ جاتی ہے۔

فیٹی لیور کی علامات: عموماً شروع میں فیٹی لیور کی کوئی خاص علامات نہیں ہوتیں۔ لیکن تھکاوٹ یا پیٹ کے اوپری دائیں جانب تکلیف یا درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فیٹی لیور کی بیماری والے کچھ افراد میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں، جس میں جگر کے داغ بھی شامل ہیں۔ جگر کے داغ کو جگر کے فائبروسس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگر شدید جگر کی فائبروسس ہے تو اسے سائروسس کہا جاتا ہے۔ سائروسس کی وجہ سے درج ذیل علامات پیدا ہوسکتی ہیں جیسے: بھوک میں کمی، وزن میں کمی، کمزوری، تھکاوٹ، ناک سے خون آنا، جلد کی کھجلی، پیلے رنگ کی جلد اور آنکھیں، جلد کے نیچے خون کی باریک نالیوں کے نشانات بننا، پیٹ کا درد، پیٹ میں سوجن اور پانی پڑ جانا، ٹانگوں میں سوجن، مردوں میں چھاتی کا بڑھ جانا، الجھاؤ یا کنفیوز رہنا، سائروسس ممکنہ طور پر جان لیوا حالت ہے۔

فیٹی لیور کی وجوہات: جب جسم بہت زیادہ چربی پیدا کرتا ہے یا چربی کو موثر طریقے سے کافی مقدار میں ہضم نہیں کرلیتا تو فیٹی جگر ہوتا ہے۔ زیادہ چربی جگر کے خلیوں میں جمع ہوتی ہے اور فیٹی جگر کی بیماری کا سبب بنتی ہے، چربی کی یہ بناوٹ طرح طرح کی چیزوں کی وجہ سے ہوسکتی ہے، مثال کے طور پر، بہت زیادہ شراب پینا الکحل فیٹی جگر کی بیماری کا سبب بن سکتا ہے۔ ایسے افراد میں جو شراب نہیں پیتے، ان میں فیٹی جگر کی بیماری کی وجوہات مندرجہ ذیل میں سے ایک یا زیادہ عوامل اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ بلغمی نشاستہ دار اغذیہ کھانا، موٹاپا، ہائی بلڈ شوگر، انسولین، چربی کی اعلی سطح، خاص طور پر خون میں ٹرائی گلیسرائڈز زیادہ ہونا۔

فیٹی لیور کی تشخیص فیٹی لیور کی تشخیص کے لیئے معالج طبی ہسٹری لے گا، جسمانی معائنہ کرے گا، اور ایک یا زیادہ ٹیسٹوں کا حکم دے گا۔

خون کے ٹیسٹ: بہت سے معاملات میں، فیٹی لیور کی بیماری کی تشخیص خون کے ٹیسٹ میں بلند جگر کے انزائمز سے ہوتی ہے۔ اضافی چربی یا جگر سے متعلق دیگر مسائل کی جانچ پڑتال کے لئے معالج درج ذیل امیجنگ ٹیسٹوں کا استعمال کرسکتا ہے: الٹراساؤنڈ امتحان، سی ٹی اسکین، MRI اسکین، وغیرہ

گھریلو علاج: طرز زندگی میں کی جانے والی تبدیلیاں فیٹی جگر کی بیماری کا پہلا علاج ہے۔ آپ کی موجودہ حالت طرز زندگی کی عادات پر منحصر ہے، درج ذیل سے اس میں مدد مل سکتی ہے: وزن کم کرنا، غذائیت سے بھرپور غذا کھائیں جو زیادہ کیلوری، سی چوریٹڈ چربی، اور ٹرانس چربی میں کم ہو، ہفتے کے بیشتر دن کم از کم 30 منٹ کی ورزش کریں، وٹامن ای سپلی منٹس فیٹی جگر کی بیماری کی وجہ سے جگر کے نقصان کو روکنے یا ان کا علاج کرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

فیٹی لیور کی بیماری کے لئے غذا: اگر آپ کو جگر کی شروعاتی بیماری ہے تو اپنی غذا کو ایڈجسٹ کریں صفراوی اور دموی مزاج کی غذاء لیں اور پیچیدگیوں کا خطرہ کم کریں۔ ایسی غذا کھائیں جو پودوں پر مبنی کھانے سے مالا مال ہو، جس میں پھل، سبزیاں، پھلیاں اور سارا اناج شامل ہو۔ فائم کاربوہائیڈریٹ جیسے مٹھائیاں، سفید چاول، سفید روٹی، بہتر شدہ اناج کی مصنوعات کی اپنی کھپت کو محدود کریں۔ سیچوریٹڈ چربی کے استعمال کو محدود کریں جو سرخ گوشت اور جانوروں کی بہت سی مصنوعات میں پائے جاتے ہیں۔ ٹرانس چربی سے پرہیز کریں جو بہت سے پروسیسڈ سنیک فوڈز میں موجود ہیں۔ وزن کم کرنے کے لیئے کیلوری کم لیں۔ غذائی تبدیلیوں میں سے کچھ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں جو آپ کو فیٹی جگر کی بیماری میں مدد فراہم کرسکتی ہیں۔

فیٹی لیور کے درجات؛ فیٹی لیور چار درجات میں ترقی کرتا ہے: 1۔ سادہ فیٹی لیور۔ جگر میں اضافی چربی کی تشکیل سے ہوتا ہے۔ یہ بلغم کی کثرت کا مرض ہے اور اس کا علاج گرم خشک صفراوی وگرم تر دموی اغذیہ ادویہ سے کیا جاتا ہے۔ 2۔ اضافی چربی کے علاوہ سٹی آٹوسس جگر میں سوزش ہے۔ یہ دوسرا سوزشی درجہ ہے اور اس کا مزاج گرم خشک صفراوی ہے اس کا علاج ہاضم 67 اور تریاق اعصابی قشری ہے۔

3۔ فائبروسس جگر میں سوجن کی وجہ سے داغ پڑتا ہے۔ یہ فیٹی لیور کا ورمی درجہ ہے اس میں جگر کے سیلز تباہ ہونے لگتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم تر دموی ہے۔ اس کا علاج بلغمی وسوداوی مزاج کی ادویہ ملا کر کیا جاتا ہے، مرض کا خاتمہ تو مشکل ہے لیکن مرض کا تدریجی بڑھاؤ تقریباً رک جاتا ہے

4۔ سائروسس جگر کا داغدار ہونا، سروسس ممکنہ طور پر جان لیوا حالت ہے جو جگر کے فیلیئر کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ مرض کا چوتھا سوداوی درجہ ہے۔ یہ ناقابل واپسی ہوسکتی ہے عموماً لیور ٹرانس پلانٹ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرض کی ترقی کو پہلے درجہ سے روکنا بہت ضروری ہے۔

صحت مند وزن برقرار رکھیں۔ مناسب ورزش کریں۔ ایسی غذائیت سے بھرپور غذا کھائیں جو سیچوریٹڈ چربی، ٹرانس چربی اور فائن کاربوہائیڈریٹ میں کم ہو۔ اپنے بلڈ شوگر، ٹرائی گلیسیر ائڈ لیول، اور کولیسٹرول کی سطح کو کنٹرول کریں۔ بہت سے معاملات میں، طرز زندگی میں تبدیلیوں کے ذریعہ فیٹی لیور کو ریورس کرنا ممکن ہے۔ ان تبدیلیوں سے جگر کے نقصان اور داغ کو روکنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

مسلم خاتون کو اپنے شوہر سے نان نفقہ حاصل کرنے کا اختیار! سپریم کورٹ کا فیصلہ

سپریم کورٹ نے ایک اہم فیصلہ سناتے ہوئے واضح کیا ہے کہ سی آر پی سی کی دفعہ 125 کے تحت مسلم خاتون اپنے شوہر سے کفالت کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ ایک مسلمان شخص نے اپنی بیوی کو کفالت ادا کرنے کے تلنگانہ ہائی کورٹ کے حکم کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا۔ اس درخواست پر سماعت کرتے ہوئے عدالت نے یہ اہم فیصلہ سنایا ہے۔ جسٹس بی وی ناگارتھنا اور جسٹس آگسٹین جارج مسیح کی بنچ نے سی آر پی سی کی دفعہ 125 کے تحت طلاق یافتہ بیوی کو نان نفقہ ادا کرنے کی ہدایت کے خلاف محمد عبدالصمد کی دائر درخواست کو مسترد کردیا۔ عدالت نے کہا کہ ''مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) قانون'' 1986 سیکولر قانون کو زیر نہیں کرسکتا۔ جسٹس ناگرتھنا اور جسٹس مسیح نے الگ الگ لیکن متفقہ فیصلہ دیا۔ ہائی کورٹ نے محمد صمد کو 10000 روپے کا بھتہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی کہا کہ اگر متعلقہ مسلم خاتون سی آر پی سی کی دفعہ 125 کے تحت درخواست کے زیر التوا ہونے کے دوران طلاق لے لیتی ہے تو وہ 'مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ '2019 کی مدد لے سکتی ہے۔ عدالت نے کہا کہ 'مسلم ایکٹ '2019 سی آر پی سی کی دفعہ 125 کے تحت دیگر التزام فراہم کرتا ہے۔ (یو این آئی ۱۰/جولائی ۲۰۲۴ء)

سی بی آئی کو تحقیقات کے لیے ریاست کی رضامندی حاصل کرنا ضروری

ممتا بنرجی حکومت کو سپریم کورٹ سے بڑی راحت ملی ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ہم قانون کے مطابق اس کی میرٹ پر آگے بڑھیں گے۔ عدالت نے اس پر دونوں فریق کے دلائل سننے کے بعد اپنا فیصلہ محفوظ رکھ لیا تھا۔ جسٹس بی آر گوائی اور جسٹس سندیپ مہتا کی بنچ نے کہا ہے کہ سی بی آئی کو تحقیقات کے لیے ریاست کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ قانونی حقوق آئین کے تناظر میں پیدا ہونے چاہئیں اور ان میں وفاق کی طاقت سے تحفظ بھی شامل ہے۔ مغربی بنگال حکومت نے دہلی پولیس اسپیشل اسٹیبلشمنٹ (ڈی ایس پی ای) ایکٹ کے سیکشن 6 کے تحت سی بی آئی کو اپنے دائرہ اختیار میں تحقیقات کے لیے دی گئی پیشگی رضامندی واپس لے لی تھی۔ مغربی بنگال حکومت نے سپریم کورٹ میں عرضداشت داخل کرتے ہوئے کہا تھا کہ ریاست کی جانب سے مرکزی ایجنسی سے رضامندی واپس لینے کے باوجود سی بی آئی کئی معاملات میں تفتیش کررہی ہے، وہ بھی ہماری منظوری لیے بغیر۔ بنگال حکومت نے آئین کے آرٹیکل 131 کا حوالہ دیتے ہوئے سپریم کورٹ میں عرضداشت داخل کی تھی۔ اس میں سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار کا ذکر ہے۔ اس کے مطابق مرکز اور ریاستوں کے درمیان مقدمات کی سماعت صرف سپریم کورٹ میں ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کے سیکشن 2 کے تحت سی بی آئی صرف مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں جرائم کی از خود تحقیقات شروع کرسکتی ہے۔ ریاستوں میں کسی بھی معاملے کی تحقیقات شروع کرنے سے پہلے سی بی آئی کو دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت مذکورہ ریاستی حکومتوں سے رضامندی لینی ہوگی۔ یہ رضامندی سی بی آئی کو کئی ریاستی حکومتیں پہلے ہی دے چکی ہیں۔ گزشتہ کچھ سالوں میں غیر بی جے پی کی حکمرانی والی ریاستوں جیسے تمل ناڈو، مغربی بنگال، جھارکھنڈ وغیرہ نے مرکزی حکومت پر مرکزی ایجنسیوں کے غلط استعمال کا الزام لگا کر سی بی آئی کو مقدمات کی تفتیش کے لیے دی گئی رضامندی واپس لے لی ہے۔ (قومی آواز)

6 ماہ میں 557 کسانوں نے خودکشی کی، سرکاری رپورٹ

مہاراشٹر کے امراوتی ڈویژن میں کسانوں کی لگاتار بڑھتی خودکشی نے تشویش ناک حالات پیدا کردیے ہیں۔ ایک سرکاری رپورٹ میں انکشاف ہوا ہے کہ امراوتی کے تحت آنے والے 5 اضلاع میں رواں سال جنوری سے جون کے درمیان 557 کسانوں نے خودکشی کی ہے۔ یہ پانچ اضلاع امراوتی، اکولا، بلڈھانہ، واشم اور یاوتمال ہیں۔ امراوتی ڈویژنل کمشنریٹ کی طرف سے تیار کی گئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2024 میں جنوری سے جون کے درمیان ڈویژن میں جن 557 کسانوں نے خودکشی کی ہے، ان میں سب سے زیادہ 170 خودکشیاں امراوتی ضلع میں درج کی گئیں۔ اس کے بعد یاوتمال میں 150، بلڈھانہ میں 111، اکولا میں 92 اور واشم میں 34 خودکشیاں درج کی گئی ہیں۔

مدھیہ پردیش میں مدارس کو بند کرنے کی سازش، مسلمانوں میں تشویش

مدھیہ پردیش سے ایک اور متنازعہ ونفرت انگیز خبر سامنے آرہی ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق مدھیہ پردیش حکومت جلد ہی دینی مدارس کو بند کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے جبکہ اس طرح کا اشارہ خود وزیر اعلیٰ ڈاکٹر موہن یادو نے دیا ہے۔ موہن یادو چھندواڑہ ضلع کے امرواڑہ اسمبلی حلقہ میں ہونے والے ضمنی انتخاب کی تشہیر کرنے سورلکھپا گاؤں پہنچے تھے جہاں انہوں نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے متنازعہ بیان دے دیا۔ رپورٹر کی جانب سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت مدارس بند کرنے کی تیاری کررہی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ 'آہستہ آہستہ مدارس سمیت سب کچھ بند ہوجائے گا، آپ لوگ فکر نہ کریں۔ دی فری پریس جرنل کی ایک رپورٹ کے مطابق وزیر اعلیٰ کے متنازعہ بیان کے بعد مدرسہ بورڈ، جو محکمہ اسکول ایجوکیشن کے تحت کام کرتا ہے، نے مدارس کے کام کاج کا جائزہ لینا شروع کردیا ہے۔ دوسری طرف ریاست کے مسلم علمائے کرام نے مدارس کو بند کرنے سے متعلق بیان کی مذمت کی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے متنازعہ بیان کے بعد مسلمانوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ بھوپال ہسٹری فورم کے ایک وکیل شاہنواز خان نے کہا کہ مدارس کو حکومتی ضوابط پر عمل کرنا چاہیے اور یہ یقینی بنانا چاہیے کہ وہ صحیح طریقے سے رجسٹرڈ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ مدھیہ پردیش مدرسہ بورڈ کے چیئرمین تن سکینہ نے کہا کہ ہم نے حال ہی میں ریاست میں مدارس کی صورتحال کا جائزہ لیا ہے۔ اگر کوئی بے ضابطگی پائی گئی تو ہم مناسب کارروائی کریں گے۔ (قومی تنظیم ۹/جولائی ۲۰۲۴)

Volume:64/74,Issue:26 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

رنگ حیات زیر فلک چھوڑ جایئے
کردار کی زمیں پہ دھنک چھوڑ جایئے
(نامعلوم)

مسلمانوں کو اپنا سیاسی وزن بڑھانا ہوگا

محمد ظہیر الحق، میسور

پچھلے دس سالوں سے جس طرح بی جے پی حکومت کرتے آئی اس سے زیادہ تر لوگوں کے دماغوں میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ بی جے پی کو کبھی شکست نہیں ہوگی۔ اسی بھروسے پر 2024 کے الیکشن سے پہلے تمام بی جے پی لیڈروں نے یقین کرلیا کہ وہ اس الیکشن میں ضرور اکثریت حاصل کرلیں گے۔ بھول کر بھی انہیں یہ خیال نہیں آیا کہ ان کی بھی شکست ہوسکتی ہے۔ ان کی خود اعتمادی اتنی بڑھ گئی کہ انہوں نے وہ سب بتانا شروع کردیا جو وہ الیکشن جیتنے کے بعد کرنے والے ہیں۔ وہ دستور ہند میں تبدیلی لانے کی باتیں کرنے لگے، مسلمانوں کا ریزرویشن چھین لینے کا ارادہ ظاہر کردیا، سی ای اے اور این آر سی نافذ کرنے کی بات کہہ ڈالی اور دیگر بہت کچھ کر گزرنے کی باتیں کرڈالیں۔ ان کا وہم تھا کہ عوام ان کے ان عزائم سے خوش ہوکر انہیں جتادے گی۔ مگر افسوس کہ یہ سب بڑی حد تک غلط ثابت ہوگیا۔ کیا ہندو اور کیا اقلیتیں سب نے سمجھ لیا کہ ان وعدوں کو اگر نافذ کردیا گیا تو ملک میں امن وامان کو خطرہ لاحق ہوگا، ناانصافی بڑھے گی اور فرقہ پرستی کی آگ بھڑک جائے گی۔ چنانچہ الیکشن میں بی جے پی اکثریت حاصل کرنے میں ناکام ہوگئی۔ وہ 272 سیٹوں کی بجائے 240 سیٹ جیت سکی یعنی اکثریت کے لئے 32 سیٹیں کم ہوگئیں۔ بی جے پی کی اس شکست کا سہرا اگر کسی کے سر باندھا جاسکتا ہے تو وہ ہے گاندھی فیملی۔ جس محنت اور لگن کے ساتھ بھائی بہن نے سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر لوگوں میں ملک کے مفاد میں شعور پیدا کیا وہ قابل تعریف بات ہے۔ دونوں نے عوام کو یقین دلادیا کہ بی جے پی اگر جیت گئی تو وہ عام لوگوں کی زندگی مشکل کردے گی اور اپنے اچھا کرنے کے وعدوں سے مکر جائے گی۔ پچھلے دو الیکشنوں میں بی جے پی نے صرف ہندو مسلم، مندر مسجد اور ہندوستان پاکستان کے مدعوں پر الیکشن لڑی اور ہندوؤں کو یقین دلادیا کہ ہندو خطرے میں ہے۔ مگر دس سال میں جو کچھ ہوا اس نے ہندوؤں کو بھی یقین دلادیا کہ ہندو مسلم کرنے سے انہیں روزی روٹی نہیں ملی اور نہ ہی ملے گی۔ مندر مسجد کردینے سے انہیں امن وچین نہیں ملے گا بلکہ ان کا ضمیر انہیں ملامت کرے گا، ہندوستان پاکستان کہہ دینے سے ان کا ملک ترقی نہیں کرپائے گا۔

غرضیکہ اس مرتبہ ان مدعوں نے بی جے پی کی کوئی مدد نہیں کی۔ وہ جان گئے کہ نفرت سے ان کا پیٹ بھرنے والا نہیں ہے۔ حالانکہ بی جے پی کے اندھ بھکتوں کی کمی نہیں ہے مگر پھر بھی وہ مکمل اکثریت حاصل نہ کرسکی اور اسے چندر بابو نائیڈو اور نتیش کمار کی پارٹیوں کا سہارا لینا پڑا۔ اب ایسا ہوگا کہ ہر معاملہ میں ان دونوں کی رائے اور ان کی منظوری لینی ہوگی یا دوسری پارٹیوں کے ایم پی کو خریدنا ہوگا جو کہ ناممکن ہے۔ ایسے حالات میں اقلیتیں سکون کی سانس لے سکتی ہیں۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بی جے پی کو دوسرے ممالک کی سیاسی پارٹیوں کی طرح ایک سیاسی پارٹی سمجھے اور اس کے لیڈروں کے ساتھ بات چیت کرے۔ اب تک بی جے پی کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ مسلمان اس سے دور ہیں تو صرف اس لئے کہ بی جے پی کے لوگ اکثر مسلم مخالف بیانات دیتے ہیں اور ان کے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ اگر یہ بند ہوجائے تو سب کچھ بدل جائے گا۔ کیا ایسا ہوگا؟ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو حکومت پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا چاہیے۔ وہ اس طرح کہ ہم کو بزنس میں اور ٹیکنیکل میدان میں کام کرنا ہوگا اور اس کے لئے تعلیم کے میدان میں آگے آنا ہوگا۔ سرکاری محکموں میں فرقہ پرست افسروں اور ملازموں کو بھر دیا گیا ہے۔ اس لئے سرکاری ملازمت ملنا تھوڑا مشکل ہوگیا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں کوشش ترک کردینا چاہیے۔ مسلمان چھوٹے موٹے دھندے کر کے اپنا پیٹ پالنا جانتا ہے۔ ایک نہ ایک دن اقتدار بدلے گا مگر جب تک ہمیں صبر کے ساتھ رہنا ہوگا۔ ہر مسلمان اور ہر سیکولر شہری اس بات سے پریشان ہے کہ نئی سرکار میں ایک بھی مسلم وزیر نہیں ہے۔ پہلے تو ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ دو شیعہ مسلمان منتری ہوتے تھے مگر ایسا لگتا ہے کہ ان کی وفاداری بھی شک کے دائرے میں آگئی ہے۔ کم سے کم شہزاد پونا والا اور شازیہ علمی کو تو وزیر بنانا چاہیے تھا کیونکہ وہ دن رات ٹی وی چینلوں میں بی جے پی اور ہندتوا کی حمایت میں بحث کرتے ہیں۔ مگر افسوس کے انہیں بھی جگہ نہیں دی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر میں۔

سیکولر پارٹیوں نے 75 مسلمانوں کو سیٹ دیے مگر صرف 24 کامیاب ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم امیدواروں کو غیر مسلموں کی اکثریت ووٹ نہیں دیتی۔ ایسے میں اس کا ایک ہی واحد علاج ہے اور وہ ہے پارلیمنٹ اور اسمبلی انتخابات میں مسلمانوں کو ریزرویشن، مسلمانوں کی آبادی کے لحاظ سے چند حلقے مسلمانوں کیلئے ریزرو کردیے جائیں۔ سارے ہندوستان میں ہمیں کم سے کم 50 حلقے پارلیمنٹ کے ریزرو ہونا چاہیے۔ اس کے لئے ہمارے اداروں کو آواز اٹھانا چاہیے۔ اب ہم مسلمانوں کو اپنا اتحاد برقرار رکھنا ہوگا اور آنے والے ریاستی الیکشنوں میں اس کا مظاہرہ بھی کرنا ہوگا۔ ہمیں بی جے پی کا شکر بجالانا چاہیے کہ اس کی پالیسیوں کے سبب مسلمان متحد ہونے پر مجبور ہوگئے۔ اس کے لئے عوام میں بیداری پیدا کرنا چاہیے۔ وہ اس طرح جیسے بنگلور میں ایک ادارہ ویژن کرناٹکا ہے جس میں ملٹری کے ریٹائرڈ بریگیڈیر، کرنل، ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، جرنلسٹ، اڈوکیٹ، علمائے دین، کالم نگار اور سوشل ورکرس ہیں اور جو ملک وملت کے مسائل پر غور وخوض اور بحث مباحثہ کرکے اس کے نتائج عام مسلمانوں کے سامنے لاتے ہیں اور سیاسدانوں کے ساتھ جنتا کی عدالت جیسے پروگرام کرتے ہیں۔ ہمیں ہر ریاست میں ایسے اداروں کی ضرورت ہے اور یہ کام آسان بھی ہے۔ اس سے مسلمانوں میں ہر طرح کی بیداری پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔ سیاستدان سیاستدان ہوتے ہیں اور آجکل کے سیاستدانوں کی بات ہی نرالی ہے۔ اس کی ایک مثال کرناٹکا کے مسلم سیاستدانوں کی ہے۔ حکومت نے مسٹر یو نثار احمد، ریٹائرڈ آئی پی ایس افسر کو بینارٹی کمیشن کا چیر مین بنا دیا۔ مسلم سیاستدانوں نے اس کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا اور کہنے لگے کہ چیف منسٹر نے ان سے رائے مشورہ کئے بغیر مسٹر نثار احمد کو چیر مین بنا دیا ہے جبکہ اس عہدے پر کانگریس کے اراکین کا حق تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسے تمام عہدے صرف کانگریس ورکروں کو دینا چاہیے جو دن رات کانگریس پارٹی کی کامیابی کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مٹھی بھر ممبر کانگریس پارٹی کے ریس پارٹی کو الیکشن میں ووٹ ڈال کر اسے جتا سکتے ہیں۔ نہیں۔ وہ تو ہم مسلمان ہیں جو بغیر کسی عہدے کی لالچ کے اور بغیر مال ودولت کمانے کی غرض سے گلی گلی گھوم کر عام مسلمانوں کو کانگریس کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے رہے اور متحدہ طور پر ووٹ ڈلوا کر کانگریس پارٹی کو جتائے۔ تو اب کوئی بتائے کہ سرکاری عہدوں کیلئے کون حقدار ہیں۔ پارٹی ورکرس تو اقتدار اور عہدوں کیلئے پارٹی میں آتے ہیں ایک طرف خود غرضی ہے اور دوسری طرف بے غرضی۔ نثار احمد کے عہدہ سنبھالنے سے ملت مسلمہ کی اچھی خدمت ہونے کے امکانات ہیں۔ جس محنت اور لگن کے ساتھ انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد سروے کئے اور مسلمانوں میں شعور پیدا کرنے کیلئے دوڑ دھوپ کی ویسا تو کسی کانگریسی کارکن نے نہیں کی۔ ان کا چیر مین بنانا یہ مسلمانوں کے حق میں ہے۔ آئندہ بھی ایسے اہم عہدے مسلمانوں کے اندر موجود ماہر اڈوکیٹس، پروفیسرس اور ریٹائرڈ افسروں کو دینا چاہیے۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کرکے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس اَیپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

WEEK ENDING-15/07/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421/9304022690

Scanned with CamScanner